



Digitized by Khilafat Library

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی مراد احمد

تکلیف

(۱) ۳۱۔ اگست تک خاص رعایت  
 " کل من علیہا فان ویبقی وجہ ربک ذوالجلال والاکرام کے صفحہ  
 " حکیم الامتہ کی سرکلریٹر  
 (۲) دربار شام - یکم ۱۲۵۵۔ اگست ۱۹۰۵ء۔ ص ۲۵  
 (۳) حضرت حکیم الامتہ کی اہلیہ کلان کا انتقال - ص ۲  
 (۴) قصیدہ در نظم - ۵  
 (۵) خدا آسمان وزمین کا نور ہے ص ۷  
 (۶) وفات عہد -  
 (۷) پیسہ اخبار کا مقدمہ ۹۰۸  
 (۸) کیا اسلام کے لئے تنزل لازمی ہے۔ ص ۱  
 (۹) دربار شام ۸۔ اگست ۱۹۰۵ء ص ۱۱  
 (۱۰) خبروں کا نگہستہ۔ فہرست مباہلین ص ۱۱  
 (۱۱) اشتہارات ص ۱۲ و ۱۳ و ۱۴

۱۹۰۵  
۳۱- اگست تا یک خاصر عا

کارخانہ الحکم کی بعض جدید الطبع کتابوں کے لئے  
جلد نکالنے کے واسطے ۱۴۰۱ء اگست ۱۹۵۷ء تک مندرجہ  
ذیل کتابوں میں خاص رعایت کی جاتی ہے یا در کہئے  
۱۴۰۱ء اگست ۱۹۵۷ء کے بعد یہ رعایت جاری نہیں رہی۔  
اسرائیل میں خصوصاً گذشتہ سالوں کے بعض فائیل خرید  
نے میں آپ کو بہت بڑا فائدہ رہیگا کیونکہ گذشتہ  
سالوں کے فائیل ہمیشہ دو چند قیمت پر دئے جاتے  
ہیں۔

۱۹ء کا فائیل حکم ص ۷ مرث پاش خوشنوی تہیں ہوگی۔  
 ۱۹۰۲ء " " ص ۸  
 اتلک ادا نام ہر دو جلد ص ۸  
 آسمانی فیصلہ ۲  
 مسلمانوں کا خدا اور اس کے حضور دعا نہ  
 رد شیعہ و خط نسخ نہ  
 حضرت امین کی پرانی تحریریں ۱۵ مرث در خواستوں میں  
 ست بجن داریہ دہرم ۱۰  
 تفسیر سورہ بقرہ علیٰ مرث شود در خواستوں میں ہوگی  
 وحدت وجود پر خطا اور تقریر نماز ۱  
 برہان الحق ۲

انفع  
۱۔ سلاک مروارید حصہ اول ۳۰ درختوں کی تعمیل ہوگی۔  
اصلاح النظر ۲۰ درختوں کی تعمیل ہوگی۔  
الانذار ۲۰ درختوں کی تعمیل ہوگی۔  
رپورٹ جلسہ سالانہ ۸ درختوں کی تعمیل ہوگی۔  
اربعین ہر چہار نمبر ۳۰

درخواستوں کی تیسری ذریعہ وی بی ہوگی اور تمام  
درخواستیں دفتر المحکم کے نام آنی چاہئیں

---

کلم علیہا و یقینی فریک اجل الکریم

۱۲۔ اگست ۱۹۵۰ء کو قبل دو پہر حضرت حکیم الامت  
کا دوسرا بیٹا عبدالقیوم (جو بہت دیر  
سے بیمار چلا آتا تھا) آخر فوت ہو گیا انا اللہ  
وہ ابنا الیہ مرجعون۔ مروج ۲۲ ستمبر ۱۳۶۹  
کو پیدا ہوا تھا اور ۱۲ اگست ۱۹۵۰ء کو اس  
کی عمر ۱۱ دن کم دو سال کی تھی۔ حضرت مجتہد  
علیہ الصلوٰۃ والسلام جنازہ کے ہمراہ تھے  
لیکن سرور دکی وجہ سے حضرت حکیم الامت ہی  
کو جنازہ پڑانے کا حکم دیا۔ عبدالقیوم  
کو قبر میں رکھنے سے پہلے حکیم الامت نے

حکیم الامت کی سرکلریٹ

اسکا کفن کہولا۔ اسکے منہ کو پوس دیا اور  
چند قطرہ آنسوؤں کے انکی آنکھ سے نکلے +  
دفن کر کے واپس آتے ہوئے ٹھہر کر فرمایا۔  
یہ عبد القیوم کا منہ کون کہولا؟ اس کی  
ایک وجہ ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا  
بچہ ابراہیم جب فوت ہو گیا تو آپ نے اسکا  
کفن کہول کر اسکے منہ کو چوما اور اللہ تعالیٰ  
کی مع کی کہ ہم تیرے ہر ایک فعل سے خوش  
ہیں۔ البتہ چند روزہ جدائی کا رنج ہے یہاں  
آپ کے آنسو نکل آئے تھے یہیں اس سنت  
کو پورا کیا ہے۔ خدا تعالیٰ کے ہر ایک فعل پر  
بجاء دین بھی خوش ہوں یہ اسکا فضل ہے  
اولاد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت  
کو پورا کرنے والی ہو یہ میرے لئے خوشی  
کا باعث ہے اس قدر بیان کرنے پر حکیم لاتہ  
پر رقت طاری ہو گئی اور صرف یہ کہہ کر کہ  
”یہہ باعث تھا“ جلد لے۔

میں اگلی اشاعت میں ہر انشاء اللہ  
ایک نوٹ لکھوں گا فی الحال اسی پر کوئی نوٹ نہیں  
کہ اللہ تعالیٰ مرحوم عبدالقیوم کو ہمارے لئے  
اجرہ فرماتا اور شاف بنائے اور حضرت  
حکیم الامتہ کو نعم البدل دے آمین۔

نوٹ۔ اجارہ کے بد اثرات انہوں کی وجہ سے یہ خبر سی شہادت میں دیے ہوئے ہیں۔

بجز او وقت تو نزد یک سید و پادشاهان برینا بلندتر حکم نشاند - والله مقدمه نوید و او که از انکشاف

وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ

45

٢٠٤

پہلے کی حفاظت

بجاء

...

بین قوت

ہے۔ اور آ

خبر

استخوان

المدبر

رحمہ بن کر

二



# کیا اسلام کیلئے تنزل لازمی ہے؟

(نمبر ۲)

اسلام ایک ایسا مذہب ہے جو ہر پہلو سے ایک کامل اور مکمل مذہب ہے۔ معترض کا منشاء اسکی تعلیم کے کسی حصہ پر اعتراض کرنے کا نہیں ہے بلکہ اس کا منشاء یہ معلوم ہوتا ہے کہ چونکہ مسلمانوں کی عام حالت گری ہوئی ہے اور قریباً ہر پہلو کی کمزوری ہے اسلئے اسے یہ گمان کرنے کا موقع ملا کہ مسلمانوں کا تنزل انکے مذہب کے باعث سے ہے؟

لیکن جو مذہب فطرتی اور طبعی طور پر انسان کو عالی حجت اور صاحب حوصلہ بنانا چاہتا ہے وہ انسان کو انحطاط کی طرف نہیں لے جاسکتا۔

ہاں ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ اگر کوئی خرابی اور کمزوری پیدا ہوئی ہے تو اس کی جڑ مذہب سے پر ہے ہٹ جانا ہے۔ نہ کہ نفس مذہب پر عمل کرنا۔ میں اپنے اس مقصد کے اثبات کے لئے سب سے اول اس پاک سرزمین کو لینا چاہتا ہوں جہاں اسلام نے نشوونما پایا۔ یعنی عرب یہہ مضمون ایک ایسا معتدل مضمون ہے کہ قریباً ہر شخص جو ذرا بھی تاریخی مذاق رکھتا ہے اس امر کو سمجھتا ہے کہ عرب کی حالت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ظہور اور قرآن کریم کے نزول سے پہلے ایسی ناگفتہ بہ تھی کہ وہ عرب جو ظہور اسلام کے بعد تاریخی دنیا میں سنہری حروف سے لکھا گیا بالکل کس مہر سی اور گمنامی کے گوشہ میں پڑا ہوا تھا عربوں کی روحانی اخلاقی اور عملی اور سیاسی غرض کوئی بھی کل درست نہ تھی لیکن اسلام کے ظہور کے بعد جو کچھ حیرت انگیز تبدیلی عربوں کی حالت میں ہوئی اسکو ان لوگوں نے ہی جو اسلام کے دشمن مان خطرناک دشمن ہیں مجبوراً تسلیم کیا ہے جیسا کہ میں ان کی شہادتیں اس امر پر پیش کرتا ہوں۔

میں قرآن کریم سے ہی اس مضمون پر روشنی ڈالوں گا لیکن چونکہ مالیر کوٹلہ کے چیف جج صاحب یورپ کو اپنا مقتدا اور امام سمجھتے ہیں اور اسی کی ترقی کو وہ ہر قسم کی قومی اور ملکی ترقی کا نمونہ اور معیار مانتے ہیں اسلئے بہتر ہوگا کہ پہلے اسی یورپ کے رہنے والوں کی رائیں چیف جج صاحب کے سامنے پیش کی جائیں اور پھر قرآن کریم سے اصلاح عرب بلکہ اصلاح عالم کے مضمون پر بحث کی جائے۔ اور میں سرور دلیہ صاحب جو اسلام کے متعلق مختلف کتابیں لکھتے

کے لئے مشہور ہیں اور جنہوں نے اسلام پر سخت حملے کئے ہیں باوجود تلخ دشمنی کے وہ اپنی کتاب لایف آف محمد کی جلد دوم سے صفحہ ۲۷۹-۲۸۱ مطبوعہ ۱۸۷۱ء میں یوں لکھتا ہے۔

اگرچہ محمد کے اوامر و احکام اس وقت تک تھوڑے سے اور سادہ طور کے تھے جیسا کہ بیان بالا سے ظاہر ہوتا ہے مگر انہوں نے ایک تعجب انگیز اور عظیم الشان کام کیا جب کہ دین مسیح نے دنیا کو خواب غفلت سے بیدار کیا تھا اور شرک و بت پرستی سے جہاد عزیمت کیا تھا اور وقت سے حیات روحانی کہی ایسی برانگیختہ ہوئی تھی اور نہ ایسا غلو کسی مذہب میں ہوا تھا جیسا کہ دین اسلام میں ہوا۔ اس دین کے پیروان خوش اعتقاد نہ کیے گئے نقصانات صرف اپنے ایمان کی خاطر اٹھا کر اور ان نقصانات کی تلافی میں مال غنیمت کس خوشی سے لے لیا۔ ایک زمانہ نامعلوم سے مگر اور تمام جزیرہ نماء عرب کی روحانی حالت بالکل بے حس و حرکت ہو گئی تھی۔ اور اگرچہ شریعت موسوی اور دین سحی اور فلسفہ دیونان کا کچھ اثر عرب پر ہوا تھا مگر وہ ایسا ناپائیدار اور خفیف تھا جیسے کسی جہل کے پانی کے سطح پر کبھی کبھی کوئی لہر آجاتی ہے۔ مگر پانی کے نیچے کہیں ذرا سی بھی حرکت نہیں معلوم ہوتی۔ ان غرض عرب کے لوگ تو بہت اور کفر و ضلالت اور بے رحمی اور بد اعمالی کے دریا میں غرق تھے چنانچہ یہی عام رسم تھی کہ بڑا بیٹا اپنے باپ کی بیویوں کو جو اور جائداد کی مانند میراث میں آتین بیاہ لیتا تھا۔ اور ان کے غرور اور افلاس سے دختر کشی کی رسم بھی اون میں اسی طرح جاری ہو گئی تھی جس طرح فی زمانہ سہنڈوں میں جاری ہے۔ انکا مذہب حد کے درجہ کی بت پرستی تھا۔ اور اون کا ایمان ایک مسبب الاسباب مالک علی الاطلاق پر نہ تھا بلکہ غیر مری اولوح کے توہم باطل کی ہیبت کا سا آن کا ایمان تھا انہیں کی رضا مندی مانتے تھے اور انہیں کی ناراضی سے احتراز کرتے تھے۔ قیامت جزا و سزا جو فعل یا ترک کا باعث ہو اس کی انہیں خبری نہ تھی۔ ہجرت سے ۱۳ برس پہلے تو مکہ ایسی ذلیل حالت میں بے جان پڑا تھا مگر ۱۳ برسوں نے کیا ہی اثر عظیم پیدا کیا کہ سیکڑوں آدمیوں کی جماعت نے نبوت پرستی جو پورے خدا کے واحد پرستش اختیار کی۔ اور اپنے اعتقاد کے موافق وحی الہی کی ہدایت کے مطیع و متقاد ہو گئے اسی قادی مطلق سے بکثرت و بے شدت دعا مانگتے۔ اسی کی رحمت پر مغفرت کی امید رکھتے اور حیات و خیرات

اور پاکدامنی اور انصاف کرنے میں بڑی کوشش کرتے تھے اب انہیں شب و روز اسی قادی مطلق کی قدرت کا خیال تھا۔ اور یہ کہ وہی رزاق ہمارے اور اے خواجہ کا بھی جزیرہ ان ہے ہر ایک قدرتی اور طبعی عطیہ میں ہر ایک امر متعلقہ زندگی میں۔ اور اپنے خلوت و جلوت کے ہر ایک حادثہ اور تغیر میں۔ اسی کے یہ قدرت کو دیکھتے تھے اور اس سے بڑھ کر اس نئی روحانی حالت کو جہیں خوشحال اور حمد گنان رہتے تھے۔ خدا کے فضل خاص اور رحمت با اختصاص کی علامت سمجھتے تھے اور اپنے کور باطن اہل شہر کے کفر کو خدا کے تقدیر کئے ہوئے خد لان کی نشانی جانتے تھے جو خدا کو جو اون کی ساری امیدوں کے ماخذ تھے اپنا حیات تازہ بخشنے والا سمجھتے تھے اور ان کی ایسے کامل طور پر طاعت کرتے تھے جو اون کے رتبہ عالی کے لائق تھی ایسے تھوڑے ہی زمانہ میں مکہ اس عجیب تاثیر سے دو حصوں میں منقسم ہو گیا تھا جو بلا لحاظ قبیلہ و قوم ایک دوسرے کے درپے مخالفت و ہلاکت تھے مسلمانوں نے مصیبتوں کو تحمل و شکلیائی سے دریافت کیا اور گویا ایسا کرنا اون کی ایک مصلحت تھی مگر تو ہی ایسی عالی ہمتی کی بردباری سے وہ تفریق کے مستحق ہیں۔ ایک شومرد اور عورتوں نے اپنا گھر بار چھوڑا۔ لیکن ایمان عزیز سے موہنے نہ پڑا۔ اور جنگ کہ یہ طوفان مصیبت فرو ہوئے حبش کو ہجرت کر گئے۔ پھر اس تعداد سے بھی زیادہ آدمی کہ اون میں نبی بھی شامل تھے اپنے عزیز شہر اور مقدس کعبہ کو جو ان کی نظر میں تمام روئے زمین پر سب سے زیادہ مقدس تھا چھوڑ کر ہدینہ کو ہجرت کر آئے اور یہاں ہی اسی جادو پری تاثیر نے دو یا تین برس کے عرصہ میں ان لوگوں کے واسطے ایک برادری جو نبی اور مسلمانوں کی حمایت میں جان دینے کو مستعد ہو گئی تیار کر دی۔

میور کی اس رائے کو غور سے پڑھو ہر چند اس کے فقرہ فقرہ سے عیسائی تعصب نمایاں ہے تاہم صاف الفاظ میں اسے اعتراف کرنا پڑا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت نے عربوں میں ایسا فوق العادہ اثر پیدا کیا جو شریعت موسوی۔ دین سحی۔ اور فلسفہ یونان ہی نہ کر سکے تھے پھر ریوانڈا جی ایم۔ ساویل

نوٹ: ایک روایت کی رو سے بیانی اور ایک رو سے تراشی مرد اور شہرہ یونان ایک جہوں کی لڑکی اور دولہ کے تھے جو جوش کو گئے تھے۔ ۱۷۔ مولف۔

صاحب ایک پادری ہیں جنہوں نے قرآن کریم کا ترجمہ سورنوں کی ترتیب نزولی (بحیال خویش) کے لحاظ سے کیا ہے انہوں نے اپنے ترجمہ کے دیباچہ میں اس تاثیر کی نسبت جو عربوں پر اسلام نے کی لکھتا ہے۔

عرب کے سید ہے سادے خاندان و مش بدو ایسے بد لگے جیسے کسی نے سحر کر دیا۔ بت پرستی کے مٹنے۔ جنات اور اوجہ کے شرک کی عوض اللہ کی عبادت قائم کرنے۔ اطفال کشی کی رسم کے نیست و نابود کرنے۔ بہت سے توہمات کو دور کرنے اور ازواج کی تعداد کو گھٹا کر ایک حد معین کرنے میں قرآن بے شک عربوں کے لئے برکت اور قدم حق تھا۔

یہ حالت اور اثر ہے جو اسلام نے عربوں پر ڈالا پھر دنیا کی تاریخ اس امر کی زبردست شہادت پیش کرتی ہے کہ وہ عرب جو دنیا کی تاریخ میں کوئی حصہ اور پھر نہ رکھتے تھے جو ہر قسم کی بدی اور بدکاریوں میں فرو تھے جب اسلام انہوں نے قبول کیا یہی نہیں کہ انہوں نے دینی طور پر ترقی کی اور ان برائیوں کی جگہ اعلیٰ درجہ کی نیکیوں اور پاکیزہ اخلاق نے لی۔ بلکہ دنیوی طور پر بھی انہیں ہر قسم کی آسائش اور راحت کے دروازے کھولے گئے۔ وہ جو حکومت کے لفظ سے ہی قریباً نا آشنا تھے۔ راج مسکون پر ایک زبردست اور واجب الثقید حکومت کے بانی ہوئے۔ اسی حکومت جسکے اصول اور قوانین آج بھی بڑی عزت اور تکریم کی نظر سے دیکھے جاتے ہیں۔ کیا کسی کے دہم میں اس وقت آسکتا تھا کہ وہ قوم جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم طیار کر رہے ہیں یہ قوم ایک دن روئے زمین کی فاتح اور تمام ہندو مالک کی اوستاد تسلیم ہوگی؟

اگر اسلام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قوت قدسی میں کوئی فوق العادہ تاثیر اور قوت نہ تھی تو ہمیں بتاؤ کہ وہ کیا بات تھی جسے عربوں کی حالت میں ایسی حیرت انگیز تبدیلی پیدا کر دی۔ قرآن شریف پر غور کر نیسے معلوم ہوتا ہے کہ صرف اسلام ہی ایک چیز تھی جو ان کے رگ و پے میں تیرا کر گئی تھی۔ اور سچے مسلمان ہونے کی حیثیت ہی ڈی انہیں خاک مذلت سے تخت عزت پر بٹھادیا۔ اور یہ کبھی ہو نہیں سکتا کہ ایک شخص جبکہ حقیقی طور پر اللہ تعالیٰ کا صادق اور وفادار بندہ ہو پھر خدا تعالیٰ اس کے لئے یہ روار کچھ کہ وہ دنیا میں ہر قسم کی ذلت اور خواری کا نمونہ اور اسوہ ظہیر خدا کی مجید کتاب پکار پکار کر کہہ رہی ہے

الفرق للہ والسر للہ واللعن للکافرین جمیعاً۔



یعنی ہر قسم کی عزت امداد اور اسکے رسول کے لئے ہے اور ہر ان تمام مومنوں کو دی جاتی ہے جو سچو دل سے امداد اور اسکے رسول کی اطاعت کرتے ہیں۔ اگر خدا کے مخلصوں اور برگزیدہ دن پر ہی ہر قسم کے دکھ اور ذلت کی مار ہو تو پھر خدا تعالیٰ کی حکومت متمیز حکومت نہو اور نیکی اور اخلاق کی ہدایتوں کا سارا دفتر تقویم پارینہ اور بیکار محض ہوا ورنہ اسکی کوئی ضرورت کسی زمانہ میں سمجھی جاوے۔ اگر ساری دنیا میں تہذیب اخلاق اور تمدن اور سیاست کے اعلیٰ اصولوں کی کوئی قدر کی جاسکتی ہے؟ اور ضرورت کی جاتی ہے اگر عرقہ کا کوئی مفہوم ہے؟ اور ضرور ہے۔ اگر امن اور سلامتی کی زندگی کے کچھ معنی ہیں؟ اور ضرور ہیں تو پھر یقیناً سمجھو کہ خدا کی ہدایت اور کتنا سے جڑ کر کوئی قانون اور نوشتہ ان اصولوں اور آئینوں کو پیش نہیں کر سکتا۔ اور پھر یہ ناممکن ہے کہ ان پر عمل کرنے والے دنیا میں ذلیل اور خوار ہوں۔

(باقی تیسرے نمبر میں)

## دربار شام

۸۔ اگست ۱۹۰۵ء

فرمایا۔ آج سینے بارش کے لئے دعا کی تھی۔ دعا کے ساتھ ہی دل میں یہ خیال گذرا کہ یہ جس اور امساک بار ان امدتوں کے قضا و قدر کے موافق ہے۔ اور اس میں دخل دینا مناسب نہیں اللہ تعالیٰ نے جو فرمایا ہے دنیا میں ایک تدبیر آیا دینا نے اسکو قبول نہ کیا یہ خدا سے قبول کرے گا اور بڑے زور اور حملوں سے اسکی سچائی ظاہر کر دیگا۔ ہر قسم کے مصائب شدید اس کے زور اور حملوں میں آتے ہیں اور یہ سب ایک قسم کی پیشگوئیاں ہیں اور جو کچھ ہو رہا ہے بہر حال ہمارے لئے مفید ہے کیا عجیب کہ قحط کے رنگ میں ہی کوئی حملہ ظاہر ہونے والا ہو۔

فرمایا۔ دنیا کی حالت اور رنگ دیکھا جاوے تو وہ بہت کچھ بد لایا ہوا ہے۔ میں دیکھتا ہوں کہ ایسی حالت ہوتی ہے کہ گویا حسن ظن کا موقع ہی نہیں رہا کیونکہ اگر پہلو سے بدظنی ہی ظاہر ہو تو انسان کہاں تک اس حسن ظن کو لگا۔ میں حیرا ہوتا ہوں جب دیکھتا ہوں کہ دنیا میں سوائے دہریت۔ مگر دفریب کے اور کوئی بات نظر نہیں آتی بالکل طبعیت دنیا پر مائل ہو گئی ہیں۔

یہاں تک کہ دین کا کام ہی اگر کوئی اپنے ہاتھ میں لیتا ہے تو اس میں ہی ان باتوں کا دخل ہے یا تو وہ محض دنیا کا لالچ ہے یا دنیا کی ملوثی ہے۔ ایسی حالت میں میں نے سوچا کہ اگر کوئی مرتا ہے تو کچھ مرے۔

میں خیراں ہوتا ہوں کہ لوگ تو اور باتوں کے لئے روتے ہیں (یعنی دنیا کی فغان ترقی نہیں ہوئی مسلمان فغان صیغہ میں کمزور ہیں وغیرہ ایڈیٹر۔ میں کہتا ہوں کہ اور باتوں کو چھوڑ دیجئے تو اس کا فکر ہو رہا ہے کہ خدا کی ہستی ہی پران کو یقین نہیں رہا۔

اس مقام پر حضرت حکیم الامت نے عرض کی کہ کل سینے اپنے درس میں ایک موقع پر اپنی جماعت کو خطاب کر کے کہا کہ سنو! تم نے اس سلسلہ میں داخل ہو کر کیا لیا؟ دنیا تو تمپر لعنت پہنچی ہے گھر خدا کے ساتھ ہی تمہارا معاملہ صاف نہ ہوا اور ہم بغض کینہ اور دشمنی ہی تو پھر خدا سے کیا یا حضرت اقدس نے فرمایا خدا سے کیا لینا تھا کچھ ہی نہیں بالکل سچ ہے۔

مشی محمد جان صاحب مرحوم و مغفور شہرہ صوفی لودھا لوی کے ذکر میں حضرت حکیم الامت نے فرمایا کہ کیا کہ ہوں نے طب روحانی کے سلسلہ میں اور بھی دین جلدین لکھنے کا ارادہ کیا تھا لیکن حضور کے دو سے کوئی شکر انہوں نے اس طریق کو چھوڑ دیا اور اسے محض کہیں تا شاعر اریا جس سے مجھے انکے ساتھ بڑی محبت ہو گئی حضرت حجۃ اللہ نے فرمایا مجھے بھی انہوں نے ایسا ہی خط لکھا تھا عرض آپ کا ذکر چیز بتا رہا انکے اخلاص کے ذکر میں توجہ اور سلب امراض کے علم کا ذکر ہوا۔ اس پر فرمایا

اللہ تعالیٰ نے اسلام میں جو طریق شفا کا لکھا ہے وہ تو دعائی کا طریق ہے۔ اپنے نفس اور توجہ پر کچھ دیکھو کہ کیا یہ بھی ایک قسم کا شکر ہے لیکن جب انسان خدا سے دعا کرتا ہے تو یہ سب باقی فناء ہو جاتی ہیں اور انسان بہر اصل پناہ کی طرف دوڑتا ہے۔ پس یاد رکھو کہ دعائی اصلیت ہے باقی جو کچھ ہے وہ نرا خط ہے۔

دعائی عجیب عجیب تاثیر میں ہے تجربہ کی ہر ایک بار دین در دانت سے سخت تکلیف میں تھا عمر دراز نام ایک گرد اور ہمارے مان آیا ہوا تھا۔ میں نے اس سے پوچھا کہ دانت کے درد کا علاج بھی آپ کو معلوم ہے اس نے کہا علاج دندان احتیاج دندان۔ میں نے جب یہ بات سنی تو

خیال کیا کہ دانت کا نکلنا بھی ایک عذاب ہے۔ میں اسوقت ایک چٹائی پر بیٹھا ہوا تھا۔ اور اور رو کی بقراری کیوجہ سے سر چار بائی کی پائی پر رکھا ہوا تھا۔ اسوقت مجھے ذرا سی غنودگی ہوئی۔ اور الہام ہوا۔

و اذا مرضت فهو يشفی اور اسکے ساتھ ہی معاً درد جاتا رہا۔

میں یقیناً جانتا ہوں کہ دلع کے سلسلہ میں ہزار بار خزان معارف کے مخفی ہیں جو شخص دوسری طرف توجہ کرے گا وہ ان خزان سے محروم رہ جائیگا۔ کیونکہ جب انسان اس راہ کو جسے سایہ دار درخت ہوں اور پانی کا سامان ہو چھوڑ دے تو وہ ان تمام آرام کے سامانوں سے محروم رہ جائیگا انہیں۔ کسی کے پہلو میں دو دل تو نہیں ہو سکتے۔ ایک ہی طرف توجہ کرے گا۔ فرق خالہ نے اسی وجہ سے نقصان اٹھایا کہ حقیقی راہ کو انہوں نے چھوڑ دیا۔ شیعوں وغیرہ جو حسین حسین پکارتے رہتے ہیں اسی سبب سے محروم رہے کہ انہوں نے انسان کو بت بنالیا اور انکے سینہ وہ نور عرفان کا زما۔

(اسکے بعد اپنے زمانہ طالب علمی اور شیعوں و متاذا کے بعض حالات بیان فرماتے رہے جس سے معلوم ہوا کہ یہ قوم کہاں تک حقانیت و معارف سے محروم رہ گئی ہے ایڈیٹر۔)

## میر محمد اسماعیل سسٹنٹ سرجن

ناظرین الحکم الحکم کی کسی گذشت اشاعت میں معلوم کر چکے ہیں کہ میرے مخدوم زادہ جناب میر محمد اسماعیل صاحب خلف الرشید حضرت میرزا نواب صاحب میڈیکل کالج لاہور کے آخری امتحان سسٹنٹ سرجن میں اعلیٰ درجہ میں کامیاب ہوئے ہیں یعنی اپنے امتحان میں صوبہ ہر کے طلباء اور ترقی۔ اور سنٹرل انڈیا وغیرہ میں اول ہے ہیں۔ اب یہ خوشخبری سنکر انہیں اور بھی مسرت ہو گئی کہ میر صاحب مدوح دہلی متعین ہو کر تشریف لے گئے ہیں اور اسطر خیر مجھے بہر موقع ملا ہے کہ میں اس تقریر حضرت شیخ موحود اور آپ کے اہلیت کے حضور مبارکباد عرض کروں۔

دہلی کی بڑی خوش قسمتی ہے کہ میر محمد اسماعیل صاحب ایسا با اخلاق اور دقیق الفہم ڈاکٹر و ان متعین ہوتا ہے اس سے پہلے احمدی سلسلہ کے ایک شہور ڈاکٹر محمد اسماعیل صاحب و ان کے رفیق میڈیکل سکول کے انچارج ہیں۔

ڈاکٹر سید محمد اسماعیل صاحب کے تقریر نے دہلی احمدی جماعت میں ایک اور معزز رکن کا اضافہ کیا۔

(الہم دزد خنجا)

دہلی اس لئے ہی خوش قسمت ہے کہ میر محمد اسماعیل صاحب دراصل دہلی ہی کے زمین ہیں کیونکہ آپ خواجہ میر درد صاحب مرحوم اہل البلد کے خاندان کے ہیں + اگرچہ بظاہر یہ تقریر دہلی میں چند روزہ معلوم ہوتا ہے تاہم امید کی جاتی ہے کہ یہ ہونہار نوجوان اپنے اخلاق اور ہمدردی نوع انسان کا پورا نمونہ دکھا کر احمدیت کا خالق عادت اثر دہلی پر ڈالے گا۔ کیا عجیب کہ دہلی کی اصلاح کے لئے اللہ تعالیٰ نے یہی طریق مقدر کیا ہو۔ بہر حال ڈاکٹر صاحب کا یہ تقریر قوم کے لئے مسرت کا موجب ہے اور میں خادم قوم ہونے کی حیثیت سے میر صاحب کے واجب الملاحظہ والدین کو پھر مبارکباد عرض کرتا ہوں۔

میر محمد اسماعیل صاحب کے کامیاب ہونے کے متعلق جو پیشگوئی حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام نے باعلام الہی کی تھی وہ پہلے درجہ ہو چکی ہے اور اب جبکہ وہ سسٹنٹ سرجن مقرر ہوئے ہیں ان پیشگوئی کی اور بھی عظمت ثابت ہوتی ہے۔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کی ڈاکٹری جماعت میں میر محمد اسماعیل صاحب کا اضافہ ہر طرح سے قابل ناز ہے و الحمد للہ علی ذالک۔

## مدرسہ اور کالج

مدرسہ اور کالج کے متعلق رسیدات کی شہادت کے لئے یہ انتظام کیا گیا ہے کہ ہر مہینے کے آخری پرچہ میں رسیدات دی جائیں گے۔ اسلئے جن احباب نے مدرسہ اور کالج کے لئے حقہ روانہ کیا ہے وہ اس وقت کے احکام میں اپنی رسیدات کو طرین گے۔ دیری کیلئے سنا کیوں

## معذرت

الحکم کی رفتار کچھ ایسی ہی واقع ہوئی ہے کہ ہر چند اسکی اشاعت کے وقت کے دور کرنے میں میں سی کرتا ہوں پھر بہر کوئی شکوئی وجہ اگر روک دالیتی ہے۔ اگرچہ الحکم کے ناظرین بھی کچھ تو عادی ہو گئے ہیں اور کچھ واقعی پریش کی شکلات سے مطلع ہیں اور انکی وجہ سے مجھے ہر وقت اعتراض نہیں پاتے تاہم میں بوجہ خود اس نقص کو ایک سخت نقص سمجھتا ہوں۔ حشرہ کی بیماری کچھ ایسی عام ہوئی ہے کہ بعض خوش قسمت بچے اس کے حملے سے اس مرتبہ بچے میں میرے چاروں بڑے بچے کے بورڈنگ کے امین مبتلا ہوئے۔ الحمد للہ اسوقت تک ہر طرح آرام ہے اور میں کچھ اور بھی معذور ہوں۔ اب تیسرا پریش جاری کر دیا گیا ہے اگر اللہ تعالیٰ کی مرضی ہو تو کیا عجیب کہ یہ بچہ نکل

مدرسہ اور کالج کے متعلق رسیدات کی شہادت کے لئے یہ انتظام کیا گیا ہے کہ ہر مہینے کے آخری پرچہ میں رسیدات دی جائیں گے۔ اسلئے جن احباب نے مدرسہ اور کالج کے لئے حقہ روانہ کیا ہے وہ اس وقت کے احکام میں اپنی رسیدات کو طرین گے۔ دیری کیلئے سنا کیوں







میں نے اسے قتلے پر بہرہ دہ کر کے ایک شفاخانہ کھولنا چاہا ہے جہاں اصول صحت کی اخلافت درزی کیوجہ سے جو لوگ دیکھ اظہار ہے ہوں نے بقدر طاقت ہمدردی کروں میں نے نیپال کا سفر کیا ہے۔ نہ مجھے کسی سادہ سوا اور نیپال میں کوئی نسخہ بتایا ہے۔ ان مجھے ایک فخر حاصل ہے جو میری رائے میں بہت ہی کم شہرہ کو حاصل ہوگا۔ اور وہ یہ ہے کہ سالہا سال سے میں مولوی حکیم نور الدین صاحب بھیرہ کی تم القادیانی کے مطب میں ان کے ماتحت اور نگارنی میں ہر قسم کے عریضوں کا علاج حکیم صاحب موصوف کی تجویز اور تفہیم سے کرتا رہا ہوں اور اب تک یہی مجھے یہ فخر حاصل ہے بلکہ خصوصیت کے ساتھ میری مریضوں کی خطا و کتابت اور ان کے لئے نسخہ جات کا تجویز کرنا بھی میرے ہی بہرہ ہے۔ پس جو لوگ حضرت حکیم الامتہ کے طریق علاج اور آپ کی طبی تحقیقات اور واقفیت سے واقف ہیں اور میں جانتا ہوں پنجاب میں کوئی جگہ ہوگی۔ جہاں ایسے واقف کار موجود نہ ہوں انکے لئے اتنا کھدینا کافی ہے میرے تجربہ اور اس دعویٰ کی تصدیق خود مولانا ممدوح کی تحریر سے ہی ہوتی ہے۔ اور اب جو میں یہ سلسلہ شروع کیا ہے جہاں یہی میرا معمول ہی ہوگا۔ کہ امراض عامہ جو اسباب عامہ کے ماتحت ہوتی ہیں کا علاج تو ان پر از مرتبہ آزمودہ اور مجرب نسخوں کے ذریعہ ہوگا جو مولوی صاحب مطب میں ہمیشہ مشعل ہوتے ہیں اور خاص و مقابل غور امراض میں مولوی صاحب ممدوح کے مشورہ سے یہ نسخہ جات تجویز ہوا کرتے ہیں۔ اس بنا پر یہ شفاخانہ جسکا نام شفاخانہ فضل رحمانی رکھا گیا ہے میں نے قادیان میں کھول دیا ہے اس شفاخانہ کے ذریعہ سے ایک اور عظیم الشان کام بھی کرنا مقصود ہے اور وہ یہ ہے کہ حضرت حکیم الامتہ کی طبی تحقیقات اور مجربات کو جو دیک۔ یونانی۔ ڈاکٹری۔ اور ہر قسم کے جدید تجربوں پر مشتمل ہے بذریعہ رسالجات یا کتب کے شائع کیا جاوے۔

۱۸۰  
 ۱۸۱  
 ۱۸۲  
 ۱۸۳  
 ۱۸۴  
 ۱۸۵  
 ۱۸۶  
 ۱۸۷  
 ۱۸۸  
 ۱۸۹  
 ۱۹۰  
 ۱۹۱  
 ۱۹۲  
 ۱۹۳  
 ۱۹۴  
 ۱۹۵  
 ۱۹۶  
 ۱۹۷  
 ۱۹۸  
 ۱۹۹  
 ۲۰۰  
 ۲۰۱  
 ۲۰۲  
 ۲۰۳  
 ۲۰۴  
 ۲۰۵  
 ۲۰۶  
 ۲۰۷  
 ۲۰۸  
 ۲۰۹  
 ۲۱۰  
 ۲۱۱  
 ۲۱۲  
 ۲۱۳  
 ۲۱۴  
 ۲۱۵  
 ۲۱۶  
 ۲۱۷  
 ۲۱۸  
 ۲۱۹  
 ۲۲۰  
 ۲۲۱  
 ۲۲۲  
 ۲۲۳  
 ۲۲۴  
 ۲۲۵  
 ۲۲۶  
 ۲۲۷  
 ۲۲۸  
 ۲۲۹  
 ۲۳۰  
 ۲۳۱  
 ۲۳۲  
 ۲۳۳  
 ۲۳۴  
 ۲۳۵  
 ۲۳۶  
 ۲۳۷  
 ۲۳۸  
 ۲۳۹  
 ۲۴۰  
 ۲۴۱  
 ۲۴۲  
 ۲۴۳  
 ۲۴۴  
 ۲۴۵  
 ۲۴۶  
 ۲۴۷  
 ۲۴۸  
 ۲۴۹  
 ۲۵۰  
 ۲۵۱  
 ۲۵۲  
 ۲۵۳  
 ۲۵۴  
 ۲۵۵  
 ۲۵۶  
 ۲۵۷  
 ۲۵۸  
 ۲۵۹  
 ۲۶۰  
 ۲۶۱  
 ۲۶۲  
 ۲۶۳  
 ۲۶۴  
 ۲۶۵  
 ۲۶۶  
 ۲۶۷  
 ۲۶۸  
 ۲۶۹  
 ۲۷۰  
 ۲۷۱  
 ۲۷۲  
 ۲۷۳  
 ۲۷۴  
 ۲۷۵  
 ۲۷۶  
 ۲۷۷  
 ۲۷۸  
 ۲۷۹  
 ۲۸۰  
 ۲۸۱  
 ۲۸۲  
 ۲۸۳  
 ۲۸۴  
 ۲۸۵  
 ۲۸۶  
 ۲۸۷  
 ۲۸۸  
 ۲۸۹  
 ۲۹۰  
 ۲۹۱  
 ۲۹۲  
 ۲۹۳  
 ۲۹۴  
 ۲۹۵  
 ۲۹۶  
 ۲۹۷  
 ۲۹۸  
 ۲۹۹  
 ۳۰۰  
 ۳۰۱  
 ۳۰۲  
 ۳۰۳  
 ۳۰۴  
 ۳۰۵  
 ۳۰۶  
 ۳۰۷  
 ۳۰۸  
 ۳۰۹  
 ۳۱۰  
 ۳۱۱  
 ۳۱۲  
 ۳۱۳  
 ۳۱۴  
 ۳۱۵  
 ۳۱۶  
 ۳۱۷  
 ۳۱۸  
 ۳۱۹  
 ۳۲۰  
 ۳۲۱  
 ۳۲۲  
 ۳۲۳  
 ۳۲۴  
 ۳۲۵  
 ۳۲۶  
 ۳۲۷  
 ۳۲۸  
 ۳۲۹  
 ۳۳۰  
 ۳۳۱  
 ۳۳۲  
 ۳۳۳  
 ۳۳۴  
 ۳۳۵  
 ۳۳۶  
 ۳۳۷  
 ۳۳۸  
 ۳۳۹  
 ۳۴۰  
 ۳۴۱  
 ۳۴۲  
 ۳۴۳  
 ۳۴۴  
 ۳۴۵  
 ۳۴۶  
 ۳۴۷  
 ۳۴۸  
 ۳۴۹  
 ۳۵۰  
 ۳۵۱  
 ۳۵۲  
 ۳۵۳  
 ۳۵۴  
 ۳۵۵  
 ۳۵۶  
 ۳۵۷  
 ۳۵۸  
 ۳۵۹  
 ۳۶۰  
 ۳۶۱  
 ۳۶۲  
 ۳۶۳  
 ۳۶۴  
 ۳۶۵  
 ۳۶۶  
 ۳۶۷  
 ۳۶۸  
 ۳۶۹  
 ۳۷۰  
 ۳۷۱  
 ۳۷۲  
 ۳۷۳  
 ۳۷۴  
 ۳۷۵  
 ۳۷۶  
 ۳۷۷  
 ۳۷۸  
 ۳۷۹  
 ۳۸۰  
 ۳۸۱  
 ۳۸۲  
 ۳۸۳  
 ۳۸۴  
 ۳۸۵  
 ۳۸۶  
 ۳۸۷  
 ۳۸۸  
 ۳۸۹  
 ۳۹۰  
 ۳۹۱  
 ۳۹۲  
 ۳۹۳  
 ۳۹۴  
 ۳۹۵  
 ۳۹۶  
 ۳۹۷  
 ۳۹۸  
 ۳۹۹  
 ۴۰۰  
 ۴۰۱  
 ۴۰۲  
 ۴۰۳  
 ۴۰۴  
 ۴۰۵  
 ۴۰۶  
 ۴۰۷  
 ۴۰۸  
 ۴۰۹  
 ۴۱۰  
 ۴۱۱  
 ۴۱۲  
 ۴۱۳  
 ۴۱۴  
 ۴۱۵  
 ۴۱۶  
 ۴۱۷  
 ۴۱۸  
 ۴۱۹  
 ۴۲۰  
 ۴۲۱  
 ۴۲۲  
 ۴۲۳  
 ۴۲۴  
 ۴۲۵  
 ۴۲۶  
 ۴۲۷  
 ۴۲۸  
 ۴۲۹  
 ۴۳۰  
 ۴۳۱  
 ۴۳۲  
 ۴۳۳  
 ۴۳۴  
 ۴۳۵  
 ۴۳۶  
 ۴۳۷  
 ۴۳۸  
 ۴۳۹  
 ۴۴۰  
 ۴۴۱  
 ۴۴۲  
 ۴۴۳  
 ۴۴۴  
 ۴۴۵  
 ۴۴۶  
 ۴۴۷  
 ۴۴۸  
 ۴۴۹  
 ۴۵۰  
 ۴۵۱  
 ۴۵۲  
 ۴۵۳  
 ۴۵۴  
 ۴۵۵  
 ۴۵۶  
 ۴۵۷  
 ۴۵۸  
 ۴۵۹  
 ۴۶۰  
 ۴۶۱  
 ۴۶۲  
 ۴۶۳  
 ۴۶۴  
 ۴۶۵  
 ۴۶۶  
 ۴۶۷  
 ۴۶۸  
 ۴۶۹  
 ۴۷۰  
 ۴۷۱  
 ۴۷۲  
 ۴۷۳  
 ۴۷۴  
 ۴۷۵  
 ۴۷۶  
 ۴۷۷  
 ۴۷۸  
 ۴۷۹  
 ۴۸۰  
 ۴۸۱  
 ۴۸۲  
 ۴۸۳  
 ۴۸۴  
 ۴۸۵  
 ۴۸۶  
 ۴۸۷  
 ۴۸۸  
 ۴۸۹  
 ۴۹۰  
 ۴۹۱  
 ۴۹۲  
 ۴۹۳  
 ۴۹۴  
 ۴۹۵  
 ۴۹۶  
 ۴۹۷  
 ۴۹۸  
 ۴۹۹  
 ۵۰۰  
 ۵۰۱  
 ۵۰۲  
 ۵۰۳  
 ۵۰۴  
 ۵۰۵  
 ۵۰۶  
 ۵۰۷  
 ۵۰۸  
 ۵۰۹  
 ۵۱۰  
 ۵۱۱  
 ۵۱۲  
 ۵۱۳  
 ۵۱۴  
 ۵۱۵  
 ۵۱۶  
 ۵۱۷  
 ۵۱۸  
 ۵۱۹  
 ۵۲۰  
 ۵۲۱  
 ۵۲۲  
 ۵۲۳  
 ۵۲۴  
 ۵۲۵  
 ۵۲۶  
 ۵۲۷  
 ۵۲۸  
 ۵۲۹  
 ۵۳۰  
 ۵۳۱  
 ۵۳۲  
 ۵۳۳  
 ۵۳۴  
 ۵۳۵  
 ۵۳۶  
 ۵۳۷  
 ۵۳۸  
 ۵۳۹  
 ۵۴۰  
 ۵۴۱  
 ۵۴۲  
 ۵۴۳  
 ۵۴۴  
 ۵۴۵  
 ۵۴۶  
 ۵۴۷  
 ۵۴۸  
 ۵۴۹  
 ۵۵۰  
 ۵۵۱

مرايوت باريد بر پرزغ نشايد چو بيل قاشايد باغ

واقعی بڑا باد نادی خوشیوں کا خاتمہ ہے اور خاص کر جنگ کے اولاد نہ ہوا کا بڑا پاتا تو غضب آتا ہے آپ ہی اگر کوئی کی  
 جنگ ہو چکے ہوں تو مفصلہ ذیل غور سے چلیں۔ شاہی خضابیش تیل پہوں کے لگایا جاتا ہے  
 بالوں کو دوست میں سیاہ بہنوں کو دیتا ہے نہ جلد پر داغ دیتا ہے اور نہ بالوں کو سخت کرتا ہے قیمت ہمارے روح افزا  
 ناردی سستی لاؤدی صنعت باہ و دماغ چہرے میں درد کر گیا واسطے اکسیر میں پیر کو نو جوان اور نو جوان کو پستل بنانا  
 ہے قیمت تین روپیہ پیشینی۔ روح النساء حیض بقاعدہ کم یا زیادہ دیر بعد از عادی تکلیف سے یا بالکل  
 نہ آوے سفید بانی آوے لاطیف ہو پاؤں پر سوزش ہو سفر فیکہ عورتوں کی سب بیماریوں کی واسطے جو کچھ قیمت تین  
 فی شیشی غریب سیسی کلکونہ۔ چہرہ کو چہرے میں جہاں سیاہ داغ و کبیل وغیرہ دور کر کے خوبصورت و اجلا بناتا ہے  
 خوبصورتی کی واسطے لازمی ہے قیمت ایک روپیہ۔ گولیان درد عن۔ انکے استعمال سے بال ہمیشہ سیاہ رہتے ہیں اگر  
 کچھ سفید ہو گئے ہوں تو بھی سیاہ ہو جاتے ہیں اور پھر ہمیشہ سیاہ رہتے ہیں۔ قیمت دو روپیہ۔ بال اڑانے کا  
 تیل۔ بلا کسی تکلیف و خارش و دوست میں نازک سے نازک جگہ کے بال بھی دور ہوں۔ قیمت ہر شیشی  
 سہ روپیہ۔ دہند بناری۔ لالی۔ بڑا بال۔ بالی جانا۔ وبتانی موتیا بند کی واسطے اکسیر۔ قیمت عادی آئی آئی  
 بو اسیر۔ حوتی۔ ہادی۔ جدی یا التک سے ہوتے اگر ہوں تو بلا تکلیف کم۔ قیمت دو روپیہ۔  
 دہند۔ کیسا ہی بڑا دوست دہند ہو خواہ کچھ چھڑے خراب ہو گئے ہوں شرط یہ تھا ہو۔ قیمت تین روپیہ۔  
 دوائی التک مجرب و اکسیر قیمت تین روپیہ۔ دوائی سوزاک تیر ہدف تین روپیہ۔ فطو و کتاب کا پتہ  
 ڈاکٹر کیسنگہ ایم اے، بکرم ہسپتال فیروز پور شہر پنجاب

ہندوستان میں ایک لاثانی کمپنی

کیا آپ کو معلوم نہیں ہے کہ بھارت بمبہ گینی لاہور ہندوستان ہیر میں ایک لاثانی گینی ہے مفصلہ ذیل وجوہات سے (۱) اس کا کل انتظام دیسیوں کے ماتہ میں ہے (۲) اس کا سرمایہ طبی کارخانوں اور تجارت میں لگایا جاتا ہے جس سے اس کی تجارت کو فروغ ہوتا اور ملک کو فائدہ پہنچتا ہے (۳) دیسیوں کے ماتہ میں انتظام ہونے کی وجہ سے اس گینی کا خرچ دوسرے غیر ملکی گینیوں کے مقابلہ میں بالکل کم ہے اور اس لئے یہ نہایت مضبوط اور مستحکم بنیاد پر قائم ہے (۴) جتنے ممبر اس گینی کے انتقال کر چکے ہیں ان کے پس ماندگان کو بلا حیل و حجت کے فوراً بمبہ کار و دیہہ ادا کیا گیا ہے چنانچہ تمام سالگ گینی کی خوش معاملگی اس حق شناسی سے خوب واقف ہے اس کے علاوہ اور بھی کئی خصوصیات اس گینی کو حاصل ہیں جو ہندوستانی باشندہ جو کہ اپنی زندگی کا بمبہ کرنا چاہتا ہے اگر وہ ذاتی اور ملکی وجوہات کو مد نظر رکھیں گا تو وہ قائل ہو جائیگا کہ اس اپنی زندگی کا بمبہ سوائے بھارت کے اور کسی گینی میں نہیں کرنا چاہئے۔ آج وقت ہے کہ آپ اس محفوظ ترین گینی کے ممبر بنکر اپنے بال بچوں اور دیگر عزیزین کیلئے ایک محفل رقم چھوڑ جائیں گا انتظام کریں ہماری گینی کے ہر ممبر کیس کا سرکاری مقابلہ ہی آپ کو ہمارے دعوے کی صحت کا قائل کر دے گا ایک مارٹرڈ پر اپنا نام دیکھ کر کہہ دیجئے پراسپیکٹس مذکور آپ کی خدمت میں بذریعہ ڈاک پہنچ جائے گا۔ گیلان چند نیچر و ایجوکیشن۔ یا درخواستیں بنام لاجپت رائے ساہنی سیکرٹری بھارت بمبہ گینی لمیٹڈ لاہور آتی چاہئے۔







## در بار شام

یکم اگست ۱۹۰۵ء

مردودہ ضلع ہوشیار پور سے آئے ہوئے دو بہائی داخل بیعت ہوئے۔

فرمایا بیعت میں داخل ہونے والوں کے اسماء کو باقاعدہ لکھا جاوے اگر یہ سب نام لکھے جائیں تو ان مشکلات کا سامنا نہ ہو جو بعض وقت پیش آتی ہیں۔

ایک پیر۔ اس سے اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ صوفی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ منشاء ہے کہ ہر شخص کو جو بیعت میں داخل ہوتا ہے ضرور چاہئے کہ وہ سلسلہ عالیہ کی ضروریات کے لئے چندہ میں شریک ہو۔ قطع نظر اس کے کہ وہ رقم چندہ کی قلیل یا کثیر۔

۲۔ مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی کے ایک خط کا ذکر ہوا۔ جو انہوں نے منشی حسین بخش صاحب تحصیلدار پنڈی گسپ حال جھڑی قاجان کے نام لکھا ہے۔

فرمایا معلوم نہیں وہ کونسی بدی تھی جسے اس سلسلہ کی شناخت سے محروم رکھا۔ تاہم جب تک وہ زندہ ہے ہم اس پیشگوئی کی کوئی تاویل نہیں کرتے جو اس کے متعلق ہے کہ وہ آخر رجوع کر لگا۔

۳۔ میں جانتا ہوں کہ او ایل میں وہ بڑا اخلاص ظاہر کیا کرتا تھا بلکہ اس کے شیخین پر خود اس نے حامی سے لڑا لیکن مجھے دھوکا دیا اور جب میں اٹھتا تو میرا جوتا اٹھا کر آگے رکھ دیتا تھا۔

اس میں دوسرے مولویوں کی نسبت ایک بات تو ہے وہ یہ کہ جب یہ کسی بات کو مان لے تو دیری کے ساتھ اس کا اعلان کر سکتا ہے۔

۴۔ فرمایا میں حیران ہوں میرا معاملہ تو بالکل صاف تھا۔ تین باتیں تھیں ان لوگوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو شیش مٹی ہی تسلیم کر لیا۔ اور امت کے مثل یہود ہو جانے کا یہی اقرار کر لیا۔ اور علماء امتی کا دنیا جی اسرائیل ہی تسلیم کیا ان ساری باتوں کو تو شیش کے طور پر مانا لیکن مسیح کے متعلق یہ کہتے ہیں کہ دی آئیگا۔ یہ کس طرح ہو سکتا ہے؟

یہ تو ایسی مثال ہے کہ جیسے دو بہائی ہیں جب انہیں کوئی تقسیم ہو تو ہر ایک قسم کی چیزیں انہیں دی جاتی ہیں جب کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں یہودیوں کے مثل مانتے ہیں تو اس میں کیوں موت پڑتی ہے کہ ایک مسیح ہی تسلیم کریں۔

۵۔ فرمایا میں دیکھتا ہوں براہین میں میرا نام صحابہ ہی لکھا ہے۔ اس میں یہ برسر ہے کہ جیسے وہ مخفی ہے اسی طرح پر تیرہ سو برس سے یہ راز مخفی رہا اور کسی

پرنہ کہا۔ اور ساتھ اس کے جو رقیم کا لفظ ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ باوجود مخفی ہونے کے اس کے ساتھ ایک کتبہ بھی ہے اور وہ کتبہ بھی ہے کہ تمام بنی کے متعلق پیشگوئی کرتے چلے آئے ہیں۔

## در بار شام

۱۔ اگست ۱۹۰۵ء

شام کی تاریکی قلم بند کرنے کی اجازت دیتی تھی اسلئے جتنے خداداد قوت حافظی مدد سے اپنے الفاظ میں اس رویداد کو لکھا ہے جو بزرگ اس اجلاس میں موجود تھے وہ اسے پڑھ کر انشاء اللہ سمجھیں گے کہ میں اس کے کہنے میں بہت بڑی حد تک کامیاب ہوا ہوں و الحمد للہ علی ذالک۔

ایڈیٹر

سلسلہ کلام اس امر سے شروع ہوا کہ تمام نبیوں اور راستہ زدن کے کلام میں جو وانکسار کے الفاظ اور اپنی کمزوری کا اظہار پایا جاتا ہے اس پر اعتراض نہیں کرنا چاہئے۔ حضرت محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو شہادت متعلقہ زلزلہ میں اس قسم کے الفاظ استعمال کئے ہیں ان پر مولوی محمد حسین بٹالوی نے اعتراض کیا ہے۔ اعلیٰ حضرت نے میرے معزز ہمارے منشی محمد صادق صاحب کو غالباً بائبل میں ایسے مقامات دیکھنے کے لئے ارشاد فرمایا تھا۔ اس کا ذکر منشی صاحب نے کیا اس پر اعلیٰ حضرت فرمایا۔

اس قسم کے الفاظ تمام نبیوں کی کتابوں میں پائی جاتے ہیں چونکہ ان کی معرفت بہت بڑھی ہوئی ہوئی ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کی عظمت اور جبروت کے مقام کو شناخت کرتے ہیں اسلئے نہایت انکسار اور عاجزی کا اظہار کرتے ہیں۔ نادان جنکو اس مقلہ کی خبر نہیں ہے وہ اس پر اعتراض کرتے ہیں حالانکہ یہ ان کی کمال معرفت کا نشان ہوتا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے اذاجاء نصی اللہ والفقہ وادیت الناس یدخلون فی دین اللہ اخواً خفافینہم محمد ربک وداستغفر اللہ کان تو اجا آیا ہے اس میں صاف فرمایا ہے تو استغفر کر۔ اس سے کیا مراد ہے؟ اس سے یہی مراد ہے کہ تبلیغ کا جو عظیم الشان میرے سپرد تھا دنیاوی تبلیغ کا پورا پورا علم تو اللہ تعالیٰ ہی کو ہے اسلئے اگر اس میں کوئی کمی رہی ہو تو اللہ تعالیٰ اسے معاف کر دے۔ یہ استغفار تو نبیوں اور راستہ زدن کی جانب بخش اور عزیز چیز ہے۔ اب اس پر نادان او کوتاہ اندیش عیسائی اعتراض کرتے ہیں جہاں استغفار

کا لفظ انہوں نے سن یا جہٹ اعتراض کر دیا۔ حالانکہ اپنے گہرین دیکھیں تو مسیح کہتا ہے کہ مجھے نیک ست کہہ۔ اس کی تاویل عیسائی یہ کرتے ہیں کہ مسیح کا منشاء یہ تھا کہ مجھے خدا کہے۔ یہ کیسے تعجب کی بات ہے کیا مسیح کو ان کی والدہ مریم یا ان کے بہائی خدا کہتے تھے جو وہ بھی آزد اس شخص سے رکھتے تھے کہ وہ بھی خدا کہے۔ انہوں نے یہ لفظ تو اپنے عزیزوں اور شاگردوں سے ہی نہیں سنا تھا وہ ہی استاد استاد ہی کہا کرتے تھے یہ آزد اس عزیز کیونکر انکو ہوئی۔ کیا وہ خوش ہوتے تھے کہ کوئی انہیں خدا کہے یہ بالکل غلط ہے انکو کسی نے استاد کہا اور نہ انہوں نے کہلوایا یہ ایک اد توجہ کرتے ہیں کہ دراصل وہ شخص منافق تھا۔ اسلئے حضرت مسیح گویا تھا ہوئے کہ تو نیک کیون کہتا ہے کیونکہ تو مجھے نیک نہیں جانتا۔ یہ بھی بالکل غلط بات ہے کہ ان سے معلوم ہوا کہ وہ منافق تھا۔

غرض اصل بات یہی ہے کہ خدا کے برگزیدہ بند اپنی عبودیت کا اعتراف کرتے رہتے ہیں۔ اور دعوای میں لے رہتے ہیں احمق ان باتوں کو عیب سمجھتے ہیں۔ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعاؤں کو دیکھا جاوے تو پھر ایسے احمق اعتراض کرنے والے تو خدا جاسے کیا کیا کہیں جیسے اللہ بعد بدینی و دین خطای کما با عدلت دین المشرق والمغرب۔

[ایک شخص نے پہاڑ پر جانے کے لئے اجازت چاہی اس کے متعلق تذکرہ آنے پر فرمایا۔]

اللہ تعالیٰ کے وعدے بالکل سچے ہیں جبکہ یہ ظاہر کیا گیا ہے کہ کوئی عذاب شدید آئو لا ہے تو اس کا کوئی وقت تو ہمیں معلوم نہیں ہے اس لئے بڑی احتیاط کرنی چاہئے۔ پہاڑ دن پر کیا ہے ہم تو گریمان یہاں ہی بسر کرتے ہیں کوئی ایسی تکلیف نہیں ہوتی بلکہ میں ایک مرتبہ ڈھوڑی گیا کسی مقدس کی تقریب تھی۔ جب میں وہاں پہنچا تو خلاف عادت دیکھا نہ گری ہے نہ پسینا آتا ہے بارش ہوتی ہے اور بادل گہرے میں اندکس آئے۔ ہر وقت اندر بیٹھ رہنا چاہئے پرنے کے لئے موقع ملے اگر ہر روز چائے نہ پین تو اسہل آجائیں ایک دو دن میں نے گزارے پھر سخت تکلیف محسوس ہونے لگی۔

اور میں جب تک ٹھکانوٹ نہ پہنچ گیا طبیعت میں نشاط اور نشاط پیدا نہ ہوا۔ انکو لکھ دیکھ وہ یہاں آجائیں اگر بارش ہوتی رہی۔ تو یہاں بھی موسم اچھا ہے اور ۱۵۔ ستمبر تک تو امید ہے موسم میں بڑی تبدیلی ہو جائیگی۔ فرمایا میں دیکھتا ہوں کہ گرمیوں کو بھی روحانی شرف کے ساتھ خاص مناسبت ہے

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھو کہ آپ کو اللہ تعالیٰ نے مکہ جیسے شہر میں پیدا کیا اور پھر آپ ان گرمیوں میں تنہا غار حرا میں جا کر اللہ تعالیٰ کی عبادت کیا کرتے تھے وہ کیسا عجیب زمانہ ہوگا آپ ہی ایک پانی کا مشکیزہ اٹھا کر لے جایا کرتے ہوتے۔

(اللہ! اللہ! کیسا پر لطف نظارہ ہوگا ایلیر) اصل بات یہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کے ساتھ اس اور ذوق پیدا ہو جاتا ہے تو پھر دنیا اور اہل دنیا سے ایک نفرت اور کراہت پیدا ہو جاتی ہے۔ بالطبع تنہائی اور خلوت پسند آتی ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بھی یہی حالت تھی اللہ تعالیٰ کی محبت میں آپ اس قدر فنا ہو چکے تھے کہ آپ اس تنہائی میں ہی بڑی لذت اور ذوق پاتے تھے۔ ایسی جگہ میں جہاں کوئی آرام اور راحت کا سامان نہ تھا۔ اور جہاں جاتے ہوئے بھی ڈر لگتا ہو۔ آپ وہاں کوئی کئی راتیں تنہا گزارتے تھے۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ آپ کیسے بہاد اور شجاع تھے۔ جب خدا تعالیٰ سے تعلق شدید ہو تو پھر شجاعت بھی آجاتی ہے اس لئے مومن بھی بزدل نہیں ہوتا۔ اہل دنیا بزدل ہوتے ہیں انہیں حقیقی شجاعت نہیں ہوتی ہے۔

امبات کو سن کر کہ خدا تعالیٰ سے جقدر تعلقاً شدید ہوتے ہیں اور ایسے لوگ تنہائی اور خلوت کو پسند کرتے ہیں بعض لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ یہ ان بیوں اور بیولوں کے بیوی بچے کیوں ہوتے ہیں وہ بازار دن میں چلتے پھرتے ہیں اور کہاتے جیتے ہیں۔

مگر افسوس ہے کہ ایسا اعتراض کرنے والے نہیں سمجھتے کہ ان لوگوں کی تو ایسی مثال ہے جیسے ایک شخص تو کسی کے دروازے پر بیک مانگنے جاوے اور ایک اسکا دوست ہو۔ اور وہ محض اس سے ملنے ہی کے لئے گیا ہو اب اگر وہ دوست اپنے دوست کے سامنے بلاؤ وغیرہ لاکر کہہ دیتا ہے تو اس میں اسکا کیا قصور ہے۔ اس دوست کو تو اس کے کہانے میں لذت آتی ہے اور وہ گرجو ہے اسکو خشک روٹی کا ٹکڑا دی دیا جاتا ہے اگر زیادہ پھرے تو پھر دیکھ دے کہ باہر کیا جاتا ہے۔ حالانکہ یہ معاملہ دوست سے نہیں ہوتا بلکہ اس کے زیادہ قیام اور اس کے کہانی سنے سے خود اسے ایک لذت آتی ہے۔

یہی حال ان نبیوں اور ماموروں کا ہوتا ہے ان کے سامنے جو کچھ آتا ہے وہ انکی نفسانی خواہشوں کا نتیجہ نہیں ہوتا وہ تو ساری لذت اور راحت اللہ تعالیٰ ہی کے ذکر اور شغل میں پاتے ہیں اور فی الحقیقت تنہائی ہی کو پسند کرتے ہیں جہاں وہ اپنے محبوب سے اپنے دل کی آرزوئیں اور تمنائیں پیش کرتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ اس حالت میں کوئی انکو نہ دیکھے۔



## در بارہ شام ۵۹۰۵

حضرت حجۃ اللہ کے تشریف فرما ہوتے ہی ایک حاجی صاحب دردنے پیش ہو کر بیعت کی درخواست کی جبرائیل حضرت نے فرمایا کہ ایک دو دن کے بعد کر لیتا۔ اس کے بعد سلسلہ کلام یوں شروع ہوا کہ کثرت کے ساتھ لوگ اس سلسلہ میں داخل ہو رہے ہیں۔ بظاہر اس کے وجوہ اور اسباب کا ہمیں علم نہیں ہماری طرف سے کوئی دعا و اعظم مقرر نہیں؟ جو لوگوں کو جا کر اس طرف بلاتے ہوں۔ یہ شخص خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک کشش ہے۔ اور جب خدا تعالیٰ کی طرف سے کوئی سلسلہ قائم ہوتا ہے تو اس میں ایک کشش لگی ہوتی ہے جس کے ساتھ لوگ کھینچے جاتے ہیں یہی حال یہاں بھی ہے کہ اگر ایک کشش رکھ دی ہے جہاں تک اللہ تعالیٰ اس سلسلہ کو پہنچانا چاہتا ہے اسی حد تک اس نے کشش رکھ دی ہے۔

پھر ذکر آیا کہ بعض لوگ بیعت کے خطوط بھیجے ہیں تو میں درج ہوتا ہے کہ ہمارا خیال کام ہو جاوے یا اس قدر روپیہ مل جاوے تو بیعت کر لیں۔ اس پر فرمایا

ایسی شرائط دے ہمیشہ محروم رہتے ہیں صلیبی فطرت دے تو کسی نشان یا معجزہ کا طلب کرنا اپنی متکبرانہ شان سمجھتے ہیں۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے کوئی نشان نہ دیکھا تھا وہ جانتے تھے کہ عرب کی موجودہ حالت اس امر تقاضا کرتی ہے کہ کوئی مصلح آوے۔ اور جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دعویٰ کیا تو آپ کے خلاق اور آپ کی راستبازی ہی ایک عظیم نشان ہوئے ان کے واسطے ہو گئی اور انہوں نے دعویٰ کے سننے ہی قبول کر لیا۔ ایسے لوگوں کے لئے کسی نشان کی کوئی حاجت نہیں ہوئی۔ جو لوگ اس قسم کے شرائط پیش کرتے ہیں کہ اس قدر آمدنی ہو جاوے تو ایمان لائیں گے وہ گویا یہ سمجھتے ہیں کہ ایمان اللہ تعالیٰ پر یا اس کے رسول پر احسان کرتے ہیں۔ وہ احمق نہیں جانتے کہ اللہ تعالیٰ کو ان کی پروا کیا ہے یہ تو اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ اسے ہدایت کی راہ ان کو بتائی اور اپنے مامور کو ہدایت کے واسطے بھیجا۔ یہ اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ پر احسان رکھنا چاہتے ہیں۔ قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ نشان اللہ کے پاس ہیں اور دوسری جگہ فرماتا ہے زمین و آسمان میں نشان ہیں اس سے صاف معلوم

علاوہ برین یہ تعلقات انکی تکمیل کیلئے ہوتے ہیں۔ میں بار بار بیان کیا ہے کہ اخلاق کے سارے پہلو پورے نہیں ہوتے ہیں جب تک ہرقہ کی حالتیں پیش نہ آئیں۔ نبیوں اور رسولوں کے لئے شدید اور مشکلات ہی آتے ہیں اور یہ مشکلات ہی انکی اخلاق کی تکمیل کے لئے ہوتی ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جیسے تمام اخلاق کا اظہار ہوا ہے کسی دوسرے کو یہ موقع نہیں ملا۔ مگر معظمت میں جب تک آپ رہے تو ہر قسم کی تکالیف اور مشکلات کا سامنا کرنا جس میں آپ کے کمال صبر اور رضا بالقضا کے پہلو کا ظہور ہوا۔ پھر جب آپ فتح ہو کر ایک بادشاہ کی حیثیت سے داخل ہوئے تو حالانکہ آپ ان سب کو قتل کر سکتے تھے۔ اور اس قتل میں حق پر بھی تھے لیکن باوجود مقدت کے ان سب کو معاف کر دیا جس سے آپ کے کمال اختیار سخاوت۔ عفو اور درگزر کا ثبوت مل گیا۔ حضرت مسیح کو یہ موقع نصیب نہیں ہوا۔ اور وہ ان دونوں پہلوؤں کو ظاہر نہیں کر سکے۔

## دارالامان کا ہفتہ

۱۔ اعلیٰ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مع اہل بیت خدا کے فضل و کرم سے خیریت سے ہیں اور براہین احمدیہ جلد نهم کی تصنیف میں حضرت براہین احمدیہ کا ضمیمہ چھپ رہا ہے۔

۲۔ بزرگان ملت کی صحت قوم کے لئے خوشی اور شادمانی کا باعث ہے۔

۳۔ عام طور پر قادیان میں خسرو کی مرض کی شکایت ہے خدا کا شکر ہے کہ ابھی تک یہ مہلک نہیں ثابت ہوا۔ بارش کی سخت ضرورت محسوس ہو رہی ہے۔

۴۔ مری ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب اگر سے تین ماہ کی رخصت لیکر آئے ہیں۔ انکی طبیعت کسی قدر ناساز ہے اللہ تعالیٰ اپنا فضل کرے۔

۵۔ حضرت فاضل امرودی اور عالی جناب سید عبد اللہ صاحب مدرس سے غالباً آئے ہوں۔

۶۔ اگست ۱۹۵۷ء۔ روہین بچا ایک لفظ ہے جس میں ہے میں کچھ پیسے اس میں سے نکل کر باہر ملے بھی چکے ہیں۔ اس کے بعد الہام ہوا۔

”تیرے لئے میرا نام چمکا“

ڈاکٹر سی۔ فرمایا۔ میں الہام سے پہلے مگر خواب میں پیسے دیکھنے لگے جو کسی جگہ سے یا تم پر دلالت کرتے ہیں۔ گروہی الہی میرے لفظ میں دلالت کرتی ہے کہ اس کے بعد کوئی نشان ظاہر ہوگا جیسے اللہ تعالیٰ اپنے نام اور اپنی ہستی کو لوگوں کو ظاہر کرے گا۔

ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ یہ ظاہر کرتا ہے کہ یہ لوگ کیسے بے وقوف ہیں جو اتنا نہیں سمجھتے کہ کیا یہ وقت کسی نبی کی ضرورت کا ہے یا نہیں؟ حالت زمانہ خود اس پر شہادت دیتی ہے پھر اس سے بڑھ کر اور یہ کیا نشان چاہتے ہیں؟

ہر شخص اس امر کا محتاج ہے کہ اس کا خاتمہ ایمان پر ہو اور وہ اطمینان کے ساتھ اس دنیا سے جاوے جب اس امر کی ضرورت ہے تو یہ شرط کیسی پیچیدہ اور فضول ہے کہ وہ کام ہو یا مقدم آمدنی ہو تو بیعت کر دے گا۔ ضرورت جو ہر وقت مد نظر ہونی چاہئے وہ تو حسن انجام کی ضرورت ہے۔

میں دیکھتا ہوں کہ یہ یقین کیوں ہوتی ہیں اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کی عظمت دل نہیں ہے اگر اللہ تعالیٰ کے جلال و جبروت کا دلپراثر ہوا تو اسکی ہمت پر ایمان ہو تو دل ڈر جاوے اور یہ حق و خور اور شرور نفسانی جس میں دنیا مبتلا ہے اس سے نجات پا جائیں۔ اور اس کی طرف آنے میں ایسی شرطیں نہ لگائیں۔

کیسی چرائی کی بات ہے کیا بیمار طبیعت کے پاس جا کر اسے کچھ نذرانہ دیتا ہے یا اس سے یہ شرط کرتا ہے کہ اگر میں اچھا ہو جاؤں تو مجھے اس قدر نذرانہ دینا؟

جو لوگ اس قسم کی باتیں کرتے ہیں وہ خدا تعالیٰ کی طرف سے ہی نہیں انکا مقصد اور غرض تو وہ کم بخت دنیا ہوتی ہے جسکو وہ پیش کرتے ہیں۔ ان کے دل میں یہ سوچو گداز اور جھل نہیں کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ نفرت ہو اور اسکی طرف دلی رجوع اور توجہ ہو جاوے اگر یہ تلق اور کرب پیدا ہو تو ایسی باتیں نہ کریں۔ کیونکہ بہار خواہ جمائی ہو یا روحانی جب وہ اپنی مرض کو محسوس کر لیتا ہے تو وہ بے اختیار ہو کر تڑپتا پڑتا ہے۔ اور طبیب کے کہنے پر ہر ہی ایمان لانا ہے کہ جو کچھ وہ دیدے اسے اپنی ہمت کے لئے کہتا ہے۔ یہ عجیب بات ہے کہ آنا تو دین کی طرف اور اس کے لئے دنیا کی شرط لگانا !!!

بعض لوگ اس قسم کے بھی ہوتے ہیں کہ ذرا دنیا کا کوئی ابتلا پیش آ جاوے تو سارا جوش شہد ہو جاتا ہے اگر ایسے ہی لوگ ہماری جماعت میں داخل ہوں تو ان سے کیا فائدہ اور صحابہ سے کیا مقابلہ صحابہ کی عجیب حالت تھی انکی بیوی بچے بھی تھے پھر بھی ہزاروں خدا تعالیٰ کی راہ میں مارے گئے اگر وہ دین کو دنیا پر مقدم نہ کر لیتے تو کیوں ممکن تھا کہ وہ اپنی جانوں کو ہر طرح

پر خدا کی راہ میں دیدیتے۔ کہا ہے کہ ایک صحابی کے ماتم میں کچھ کچھ یورین تھیں اور وہ کھار مانتا اسے معلوم ہوا کہ دوسرا شہید ہو گیا ہے اسے اپنے نفس کو سخت ملامت کی کہ تیرا بھائی شہید ہو گیا ہے اور تو ابھی باقی ہے۔ یہ بھی ان لوگوں کی ایمانی حالت۔

میں سچ کہتا ہوں کہ دین کے ساتھ دنیا جمع نہیں ہو سکتی ان خدمت گار کے طور پر تو بے شک ہو سکتی ہے لیکن بطور شریک کے ہرگز نہیں ہو سکتی۔

یہ کبھی نہیں سنا گیا کہ حاکم علی صافی اللہ تعالیٰ سے ہو وہ مگر اسے مانگتا پھر اسے اللہ تعالیٰ تو اسکی اولاد پر ہی رحم کرتا ہے جب یہ حالت ہے تو یہ کیوں ایسی شرطیں لگا کر صندیں مع کرتے ہیں ہمارے جماعت میں وہی شریک سمجھنے چاہئیں جو بیعت کے موافق دین کو دنیا پر مقدم کرتے ہیں جب کوئی شخص اس عہد کی رعایت نہ کرے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف حرکت کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسکو طاقت دیدیتا ہے۔

صحابی کی حالت کو دیکھ کر خوشی ہوتی ہے کہ کیسے اللہ تعالیٰ نے انکو پاک صاف کر دیا حضرت عمرؓ کو دیکھو کہ آخر وہ اسلام میں اگر کیسے تبدیل ہوئے۔ اسی طرح پر ہمیں کیا خبر ہے کہ ہماری جماعت میں وہ کون سے لوگ ہیں جنکے ایمانی قوی دیسے ہی نشوونما پائیں گے اللہ تعالیٰ ہی عالم انیب ہے اگر ایسے لوگ نہ ہوں جنکے قوی نشوونما پا کر ایک جماعت قائم کرنے والو ہوں تو ہر سلسلہ چل کیسے سکتا ہے مگر یہ خوب یاد رکھو کہ

جس جماعت کا قدم خدا کیلئے نہیں اس سے کیا فائدہ؟

خدا کے لئے قدم رکھنا امر سہل ہی ہے جبکہ خدا تعالیٰ اس پر راضی ہو جاوے اور مدح اللہ سے اسکی تائید کرے یہ باتیں پیدا نہیں ہوتی ہیں جب تک اپنے نفس کی قربانی نہ کرے اور اس پر عمل ہو فن خاف مقام ربہ و منی النفس عن العوی فان المحنة ہی المادی۔

ہی المادی سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ ہستی زندگی ہی دنیا سے شروع ہوجاتی ہے۔ اگر وہ نفس کو روک دین۔ صوفیوں نے جو فتاویٰ وغیرہ الفاظ سے جس مقام کو تعبیر کیا ہے وہ یہی ہے کہ نہی النفس عن العوی کے نیچے ہو۔



# حکیم الملک کا انتقال

سینے حکم کی گزشتہ اشاعت میں مرحوم کی لایف پرائم نوٹ لکھنا چاہتا لیکن بعد میں جب میرے مکرہ ہوا مئی مئی صادق صاحب ایڈیٹر نے اپنے اخبار میں مرحوم کی زندگی پر کچھ لکھا تو مجھے اسی تحریر کو کافی سمجھا اسلئے کہ مفتی صاحب بوجہ قربت داری مرحوم کے عادت و خصال کو بہت زیادہ واقف تھے میں جو کچھ لکھتا وہ محض سماجی باتیں ہوتیں اسلئے میں مفتی صاحب کے نوٹ کی کوئی چیز میں درج کر دیتا ہوں۔ تاہم میرا چاہتا ہے کہ ایسی واجب الاحترام اور قابل نمونہ عورت کی زندگی کے حالات کسی قدر تفصیل سے شائع ہونے چاہئیں۔ اور اگر خود حضرت حکیم الامتہ اس پر کہیں تو غالباً بہت مفید ہوگا۔ میں مکرہ مفتی صاحب کی تحریر میں کئی قدر اضافہ کرنا چاہتا ہوں۔ مرحوم نے اپنے واجب العزت شوہر حکیم الامتہ کی دنیوی زندگی کے مختلف مارج دیکھے تھے اور ایک معمولی مشاہدہ سے لیکر ہزاروں روپیہ ماہوار کی آمدنی اور ایک جلیل القدر شاہی طبیب کی اہلیہ ہونے کا زمانہ اسنے پایا تھا۔ لیکن مرحوم کی زندگی میں اس انقلاب نے کوئی ایسا اثر اور انقلاب پیدا نہیں کیا جس میں تکبر، نخوت، خود نمائی اور ریاکاری پیدا ہوئی ہو بلکہ انکی طبیعت میں جو سادگی، خدا ترسی اور نوع انسان پر شفقت فردنی اور انکسار اسوقت تھا جبکہ حضرت حکیم الامتہ شاہی طبیب ہوتے تھے دبی عادات اور خضائل آپ میں اس وقت ہی پائی جاتی تھیں جبکہ انہیں یہ فخر حاصل تھا یہ بات بہت ہوتو اس آدمیوں میں پائی جاتی ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مرحوم کے دل پر دنیوی مال و متاع نے کوئی بیہودہ اثر پیدا نہیں کیا۔ مجھے جہاں تک معلوم ہو ہے وہ اپنے واجب الاحترام شوہر کے رنگ میں پوری رنگین تھیں جطرح انکی طرز زندگی ہمیشہ یکساں رہی ہے اسی طرح مرحوم کے مزاج میں کوئی تغیر واقع نہیں ہوا اور میں اس استقامت اور استقلال اور وقار کو کمال ایمان کا نشان سمجھتا ہوں۔ اور بادہ خوی مضامین میں سے ہے جو لوگوں کے تھے۔ اور اس عادت اور خصلت نے مرحوم کو ہمیشہ خوش رکھا جہاں تک کہ جب حضرت حکیم الامتہ اس شاہی منصب سے الگ ہو کر ایک درویش کی طرح حضرت سچ موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قدموں میں آکر رہے تو اسے ذرا بھی حیا نہیں

ہو کر ہزاروں ماہوار کی آمدنی اب اسکے ہاتھ میں نہیں۔ مرحوم کی سادگی ہمیشہ تعجب سے دیکھی جاتی ہے جو حضرت حکیم الامتہ کی پاک لایف پرائم ایک روشنی ڈالتی ہے جسکے شباب کا بہت بڑا زمانہ مرحوم کے ساتھ گزرا ہے۔

مرحوم میں ایک اور عجیب صفت بھی تھا جو ہوتا ہے کہ لے خصوصاً ایک عمدہ نمونہ ہے۔ مرحوم کے بہت سے بچے انکی زندگی میں فوت ہوئے لیکن کبھی بے قبری اور جریع خزانہ اسنے ظاہر نہیں ہوئی جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کبھی صالمت اور صاحت تھی۔ پھر ایک اور بات بھی قابل ذکر ہے۔

حضرت حمزہ اشرف مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے امرا و اشارہ سے جب حضرت حکیم الامتہ نے دوسرا نکاح کیا تو مرحوم نے کبھی ہی حال خاطر ظاہر نہ کیا۔ برخلاف دنیا کی عام عورتوں کے مولوی صاحب کی دوسری بیوی کی اولاد کو ہمیشہ عزیزا زجان سمجھتی رہیں جبکہ ابھی فوت یہ ہے کہ مرید عبدالحی سید الدارحمان کی آئین دیکھنے سے پہلے مرنے کی آرزو نہ تھی بلکہ سب سے خواہش تھی کہ بچے کا حتم قرآن دیکھ لیں۔ مرحوم کو بچوں اور عورتوں کے علاج میں خاص مذاق اور ملکہ تھا۔ اور حاضریہ بہت قوی تھا۔ سستی اور کالی باوجود بڑا پائے کے آپ کے پاس نہ آتی تھی۔

## عرض

مرنے والی میں بہت سی خوبیاں تھیں حق تعالیٰ سے کرم ہے۔ اب میں مفتی صاحب کا نوٹ درج ذیل کرتا ہوں۔

## اِنَّ اللّٰهَ وَاَنَا الْيَوْمَ رَاجِعُونَ

ابی الکرم حضرت مولوی نور الدین صاحب کی زوجہ کا ان جن کا نام فاطمہ تھا۔ بتاریخ ۲۸ جولائی ۱۲۹۷ بروز جمعہ بعد از نماز جمعہ اس دار فانی سے رحلت فرمائیں۔ اِنَّ اللّٰهَ وَاَنَا الْيَوْمَ رَاجِعُونَ۔ مرحوم مفتی شیخ مکرہ صاحب قریشی عثمانی میرو کی لڑکی تھیں اور حضرت مولوی صاحب موصوف کے نکاح میں اسوقت آئی تھیں۔ جب کہ مولوی صاحب ہندو عرب سے تحصیل علوم کر کے کوئی تیس سال کی عمر میں اپنے وطن بہرہ کو واپس تشریف لائے تھے اور قریب ۱۵ سال تک آپ کی محرم راز رہ کر قریب ۱۵ سال کی عمر میں وفات پائی۔ پھر میں تقلید کی رسوم اور بدعات کی مخالفت سب سے پہلے حضرت مولوی صاحب نے ہی کی تھی جس کی وجہ سے پھر میری

آپ کی سخت مخالفت ہوئی تھی اور یہی گروہ مخالف اس نکاح میں مارج اور ملکہ ہوا تھا۔ مگر مفتی شیخ صاحب نے اس کی پردہ نکر کے اس کام کو تکمیل تک پہنچایا اور مرحوم یوم نکاح سے لیکر مرتے دم تک اپنے خاوند کے ساتھ ہم مذہب و ہم عقیدہ تھیں۔ مرحوم صد رحمی کی صفت میں کمال رکھتی تھیں اپنے نواسوں اور نواسیوں (یعنی مولوی عبد الواحد صاحب غزنوی اور اخویم مفتی فضل الرحمن صاحب کی اولاد) کی پرورش کرتے دم تک اپنے ذمہ لی ہوئی تھی۔ اور مفتیوں کے گھر میں ان کی چھٹی لڑکی کا رشتہ انہیں کی کوششوں کا نتیجہ تھا۔

باوجود اس قدر بیماری کے جو مدت سے انکے لایف حال تھی گھر کا یہ سب کام کھانے پکانے وغیرہ کا خود کرتی تھیں دور و نزدیک کے رشتہ داروں کے ساتھ ہمیشہ نیک سلوک کرتی رہتی تھیں اور سب کی خبر گیری کرتی تھیں۔ مرحوم میں عاجزی بہت قریبی رشتہ میں خالہ تھیں اور میرے ساتھ بہت محبت کیا کرتی تھیں۔ انہیں ایام کی بات ہے کہ ایک دن بسبب تب لرزہ کے میں بیمار ہو گیا تو مرحوم نے میری بیماری کی خبر سن کر ارادہ کیا کہ میری بیمار پرسی کو آدین لیکن خود سخت بیمار تھیں اور ضعف اس قدر تھا کہ ایک قدم چلنا مشکل تھا اس واسطے نہ آسکیں۔ مرحوم کو حضرت مسیح موعود کے ساتھ سچا اخلاص اور ایمان تھا مجھے لگا کرتی تھیں کہ یہ مولوی صاحب کا احسان ہے کہ ہم نے خدا کے مسیح کو شناخت کر لیا لیکن اب تو میرے دل میں خدا کے رسول کی اس قدر محبت ہے کہ اگر کوئی بھی اس سے پھر جائے میں اس سے منہ نہیں پھرتی۔ بعد از نماز عصر مرحوم کا جنازہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بعد جماعت کثیر باہر میدان میں پڑایا نماز جنازہ میں دعا کو بہت ہی لمبا کیا قبل مغرب مرحوم کو قادیان کے شمال مشرقی جانب کے قبرستان میں دفن کیا گیا۔ اللہ تعالیٰ اسکو جنت میں بلند جگہ نصیب فرمادے۔

رات (۲۸) جولائی ۱۲۹۷ء قبل از عشاء حضرت مسیح موعود کی مجلس میں حضرت نے خود ہی مرحوم کا ذکر کیا۔ فرمایا "وہ ہمیشہ مجھے کہا کرتی تھیں میرا جنازہ آپ پڑائیں۔ اور میری دل میں پختہ وعدہ کیا ہوا تھا کہ کیسا ہی باشی باغ آندی وغیرہ کا بھی وقت ہو میں ان کا جنازہ پڑاؤں آج اللہ تعالیٰ نے ایسا عمدہ موقع دیا کہ طبیعت بھی درست تھی اور وقت بھی صاف میسر آیا اور میں نے خود جنازہ پڑایا۔

عاجز نے عرض کی اون کی یہ بھی خواہش تھی

کہ میری وفات جمعہ کے دن ہو۔ فرمایا "مان۔ وہ ایسا کہا کرتی تھیں خدا تعالیٰ نے یہ خواہش بھی اودن کی پوری کر دی چند روز ہوئے۔ ابھی ہم باغ میں تھے کہ وہ ایک دن سخت بیمار ہو گئیں اور قریب موت کے حالت پہنچ گئی تو کہنے لگیں کہ آج تو مشکل ہے اور ہنوز جمعہ دور ہے اور ابھی عبدالحی کی آئین ہی نہیں ہوئی قدرت خدا اسوقت طبیعت بحال ہو گئی اور پھر خواہش کے مطابق عبدالحی کی آئین کی خوشی بھی دیکھی اور آخر جمعہ کا دن بھی پایا۔ فرمایا۔ یہ تو دی بات ہو کہ ایک بزرگ کسی شہر میں بہت بیمار ہو گئے اور موت تک حالت پہنچ گئی تب اپنے ساتھیوں کو وصیت کی کہ مجھے یہودیوں کے قبرستان میں دفن کرنا۔ دوست حیران ہوئے کہ یہ عابد زہر آدمی ہیں یہودیوں کے قبرستان میں دفن ہونے کی کیوں خواہش کرتے ہیں شاید اسوقت حواس درست نہیں رہے انہوں نے پھر پوچھا کہ یہ آپ کیا فرماتے ہیں۔ بزرگ نے کہا۔ کہ تم میرے فقرہ پر تعجب نہ کرو میں ہوش سے بات کرتا ہوں اور اصل حاشیہ یہ ہے کہ تیس سال سے میں دعا کرنا ہوں کہ مجھے موت طوس کے شہر میں آوے پس اگر آج میں یہاں مر جاؤں۔ تو جس شخص کی تیس سال کی مانگی ہوئی دعا قبول ہوگی ہوئی وہ مسلمان نہیں ہے۔ میں نہیں چاہتا کہ اس صورت میں مسلمانوں کے قبرستان میں دفن ہو کر اس اسلام کو دھوکا دوں۔ اور لوگ مجھے مسلمان جان کر میری قبر پر فاتحہ پڑھیں۔ قدرت خداوندی وہ اسوقت تندرست ہو گیا اور پھر دس ہندو سال کے بعد شہر طوس میں بیمار ہو کر فوت ہو گیا۔ فرمایا۔ مرحوم نے اپنی عمر میں بہت شدید اور مصائب اٹھائے کتنی اولاد مر گئی۔ سب مصائب جو قضا و قدر سے انسان پر پڑتے ہیں اس کی کمی پورا کر دیتے ہیں جو انسان سے اعمال حسد میں رہ جاتی ہے۔

جب حضرت کے مان صاحب زادہ میاں بشیر احمد تولد ہوئے تھے تو حضرت نے مرحوم کو فرمایا تھا کہ یہ تمہارا بیٹا ہے اس واسطے بشیر احمد کے ساتھ مرحوم کو خاص محبت تھی۔ صاحبزادہ بشیر احمد جنازہ کے ساتھ اور دفن کے وقت اس طرح موجود رہے کہ انکا چہرہ اس اندر دنی محبت کو ظاہر کرتا تھا۔

ہم تمام احباب کی خدمت میں درخواست کرتے ہیں کہ وہ مرحوم کا جنازہ اپنی جگہ کے ساتھ اپنی اپنے شہر میں پڑھیں اور ان کے واسطے دعا مغفرت کریں۔ مرحوم کی عادت تھی ان کا یہ حال تھا کہ ان کی دلی خواہش تھی کہ ہمارے باوجودی خاندان میں لیکر سرخٹہ نہ کرنا۔





**قصیدہ موسومہ بہ تنبیہ الغافلین بحدیث**  
**حضرت میرزا غلام احمد صاحب قادیانی**  
**مسح موعود و مہدی مسوع علیہ الصلوٰۃ والسلام**

من تصنیف خاکسار ترکی شاہ مخا طب امیر الشعراء علامہ سید

گر مباحثے قوم از بہر خدا  
 تا بجے خفتن چوست جام سے  
 تا بجے بگر خفتن از راه راست  
 تا بجے سر تافتن از امر حق  
 تا بجے از بہر دنیا نے دنی  
 تا بجے مانند جمال حطب  
 تا بجے از کبر و کین و بغض و جہل  
 تا بجے بر بستن از روئے حد  
 تا بجے اخلاص باروئے بتان  
 تا بجے از یادہ گوئی مائے خویش  
 تا بجے از بندہادی مائے خویش  
 تا بجے تبدیل معنی ساختن  
 تا بجے از زشتی اعمال خویش  
 تا بجے رفتن نہ از ریش و مزہ  
 تا بجے نشیندن از جہل و غرور  
 شد چہ از جانب پروردگار  
 ترسمے یاران کہ ہوں قوم لوط  
 می شود اینجا کہ تکذیب امام  
 بازائے قوم جاہل باز آ  
 چیست گراز جانب یزدان سید  
 تاکہ از ہر کار شرک و بدعتی  
 صد تاسف بہر این اندرز و پند  
 این چنین گفتن برائے این چنین  
 صد تاسف تہمت کدیش دہی  
 برقتد ہر کس کہ باوے بیگان  
 دوست او دوست یزدان ہو  
 زود تر زیر فرمانش نہسد  
 ترک کیا کن مطلع ثانی قسم  
 مطلع ثانی

اے زود روئے تو از رض و سما  
 گشت روشن ہر پیر و پنا

تاشدی ببعوث الہدی وقت  
 مس زر خالص بود از دست تو  
 کور مادر زاد بنیائے شود  
 حاسدان گویند از دے حد  
 عالمان باریاد خودہ بین  
 در پس عیسی و مریم غیر تو  
 در جہان کہ یک نگاہش تو  
 قدر و الائی ترا نشناختند  
 شک ندارم در بزرگی مائے تو  
 اونہی پیچیدہ سر از فرمان تو  
 در نصیب آنکہ دوزخ کردہ اند  
 از زمین تا عالم بالا رسد  
 مورد ظعن ملائکہ شود  
 عاقبت شد جانب ملک عدم

کعبہ دامن خطہ پنجاب را  
 می شود از خاک پایت کیسا  
 بر رخس گر اظہر ہر ت ضیا  
 رفت نام قادیانی تا کجا  
 فتویٰ کفرت دہندائے با خدا  
 حق عطا کرد است این قدر کرا  
 صد تن مجذوم سے باید شفا  
 کوہ اندیشان ز گرد کینہ ما  
 بر کلام خود کتم حق را گوا  
 نیک کردن ہر کرا خواہ خدا  
 ہرگز او آرد نہ حکم تو نجبا  
 ذکر تو اے جانشین مصطفی  
 کہے کذاب می گوید ترا  
 آنکہ از حق خواست بہر توقفا

**اظہار جوش عشق و ارادت خویش بحضرت میرزا**

در غم عشق تو اے یوسف لقا  
 ہر زبان ہست نام پاک تو  
 کاشکے آن صبح روشن ہر دم  
 کاشکے روید بحسب مال پر  
 کاشکے نیم جمال پاک تو  
 کاش گرد و طے زمین در پامن  
 کاش بیند بر در تو در سجود  
 چشم خویشم ز روے دیگران  
 من تو دانستہ ام از صدق دل  
 بر زمین از چرخ چارم آمدی  
 در دل پر شب گویم از نیاز  
 آن قدر ماتم کہ بہم روے او  
 در گریستن می گذارم روز و شب  
 جہد کن ایدل کہ کاشخ نگری  
 تا کتم و صفش ز بام آسمان  
 جہذا اے مادی و مہدی عہد  
 جہذا اے موجب بحسب کرم  
 جہذا اے کان الطاف و دغا  
 جہذا اے محی دین رسول  
 جہذا اے رہنمائے گمراہان  
 جہذا اے دستگیر عاجزان  
 بر ثبوت دعوے تو نیست دور  
 منکر تو منکر پیغمبر است  
 منکر تو چون رود زین خاک را  
 صبر کن بر تو ستمہا گر کنند  
 میخیز از تو بیشتر ہر قوم نیز  
 عاقبت گردید پیوند زمین

باز مخا طب قوم

کس نہ جان بر می شود از تو حق  
 با امان این چنین دشنام سخت  
 بر امان این چنین جور و ستم  
 ہرہ نیگا بدی ما این چنین  
 این چنین بار ہمایان گری  
 این چنین خصمی بایزد دوستان  
 این چنین تکلیف دادن با امام  
 ہرہ پا کان چنین بغض حد  
 بر امان سنگ رانی این چنین  
 ترک حق کردن ز حجب مال جاہ  
 از امام وقت بد خوئی چنین  
 مستعد گشتن بہ قتل رہنما  
 جاہ کندن در رو خاصان حق  
 کا ذلش بیدانشان گویند حیف  
 عاشق احمدہ باشد چون خدا  
 تا عیانت رتبہ احمد شود  
 می شود خورشید چرخ چاری  
 مولوی ہرگز نہ چون میے بود  
 پیر گوگر مثل مرزا کے شود

**التجا بحضرت کبریا برائے دیدن دیدار میرزا**

کے بود یارب کہ چشم تیرہ ام  
 کے بود کین چشم گریان بگرد

**مخاطب صبا**

اے نسیم مجدم گر بگداری  
 اولش از من رسان صد سلام  
 بہت مشتاق لقایت در دکن  
 دشمنش شد یک جہان از مہر تو  
 مدعی یک سو کہ ہر یک یار غار  
 محضت گردید ہر یارش جہان  
 ہر یکے شاگرد امبے گانہ شد  
 جملہ عالم تشنہ خویش شدست  
 او گر اندر منت منصور وار  
 کار او با کس نمائندہ در جہان  
 شعلہ درد و فراق سوزند  
 چشم رحمت بر فلک بر حال او  
 اے امام عہدی خواہم بجز  
 تا بوسم آستان پاک تو  
 با ہزاران اتحاد و التحا

حسب میمائے فتح محمد احمدی جہدار جہنم انفری  
 علاوہ نواب سر اسما تجاہ مرحوم حیدر آباد دکن

از خدا اے خصم دین بزرگ  
 ہر کوی گرد و زمرزا خاک یا  
 عالمی گرد و نہ مثل انبیا  
 ہرچہ بینا بے بصیر باشد گجا



## خدا آسمان و زمین کا نور ہے

(انحضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام)

اللہ نور السموات والارض مثل نور مشکوۃ فیہا مصباح المصباح فی زجاجة طکافہا کوکتوری نور من شجرة مبارکۃ ذیونۃ لاشرقیۃ ولا غریبۃ یکاد زیقھا یضی ولولہ تمسۃ نادر نور علی نور یهدی اللہ لنورہ من یشاء ویضرب اللہ الامثال للناس مد اللہ بکل شیء علیہ

الحمد و نمبر ۱۸  
خدا آسمان و زمین کا نور ہے۔ یعنی ہر نور جو ہمندی اور پستی میں نظر آتا ہے خواہ وہ دریا یا دریاں میں ہو خواہ اجسام میں اور خواہ ذرات میں ہو اور خواہ عرضی اور خواہ ظاہری ہے اور خواہ باطنی اور خواہ ذہنی ہے خواہ خارجی آسمان کے فیض کا عطیہ ہے یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ حضرت رب العالمین کا فیض نام ہر چیز پر محیط ہو رہا ہے اور کوئی اس کے فیض سے غافل نہیں وہی تمام فیض کا مدہ ہے اور تمام اوزار کا علت العلل اور تمام رحمتوں کا سرچشمہ ہے اس کی ہستی حقیقی تمام عالم کی قیوم اور تمام زیر و زبر کی پناہ ہے وہی ہے جس نے ہر ایک چیز کو خلقت کا مدد سے باہر نکالا اور خلقت وجود بخشا۔ ہر اس کے کوئی ایسا وجود نہیں ہے کہ جو فی حد ذاتہ واجب اور قدیم ہو یا اس کے مستفیض نہ ہو بلکہ خاک اور افلاک اور انسان اور حیوان اور حجر اور شجر اور روح اور جسم اس کے فیضان سے وجود پذیر ہیں۔ یہ تو عام فیضان ہے جس کا بیان آیت اللہ نور السموات والارض میں ظاہر فرمایا گیا ہے فیضان ہے جس نے دائرہ کی طرح ہر ایک چیز پر احاطہ کر رکھا ہے جس کے فیاض پہنے کئے کوئی قابلیت شرط نہیں لیکن بمقابلہ اس ایک خاص فیضان ہی ہے جو مشروط بشرط ہے۔ اور انہیں افراد خاصہ پر فیاض ہوتا ہے جنہیں اس کے قبول کرنے کی قابلیت و استعداد موجود ہے یعنی نفوس کاملہ انبیاء علیہم السلام پر جنہیں سے افضل و اعلیٰ ذات جامع البرکات حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے دوسرے پر ہرگز نہیں ہوتا اور چونکہ وہ فیضان ایک نیا بار ایک مدقت ہے اور ذاتی حکم میں سے ایک

دقیق سکہ ہے اس لئے خداوند تعالیٰ نے اول فیضان عام کو درجہ ہی الظہور ہے بیان کر کے پھر اس فیضان خاص کو بغیر الظہوریت نور حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم ایک مثال میں بیان فرمایا ہے کہ جو اس ایک شروع ہوتی ہے مثل نورۃ مشکوۃ فیہا مصباح الہی اور بطور مثال اس لئے بیان کیا کہ اس دقیقہ نازک کے سمجھنے میں ابہام اور وقت باقی نہ رہے کیونکہ معانی معقولہ کو صورتوں میں بیان کرنے سے ہر ایک جنی و لیدی باسانی سمجھ سکتا ہے بقیہ ترجمہ آیات مدوحہ ہے اس نور کی مثال (فرد کامل میں جو پیغمبر ہے) ہے جیسے ایک طاق (یعنی سینہ مشروح حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم) اور طاق میں ایک چراغ (یعنی وحی اللہ) اور چراغ ایک شیشہ کی قندیل میں جو نہایت مصطفیٰ ہے (یعنی نہایت پاک اور مقدس دل میں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دل ہے جو کہ اپنی اصل فطرت میں شیشہ سفید و اکر صافی کی طرح ہر ایک طور کی کثافت اور کدورت سے منزہ اور مطہر ہے اور تعلقات ماسوی اللہ سے بکلی پاک ہے) اور شیشہ ایسا صاف کہ گویا ان ستاروں میں سے ایک عظیم النور ستارہ ہے جو کہ آسمان پر بڑی آب و تاب کے ساتھ چلتے ہوئے نکلتے ہیں جن کو کوکب و زری کہتے ہیں (یعنی حضرت خاتم الانبیاء کا دل ایسا صاف کہ کوکب و زری کی طرح نہایت منور اور درخشندہ جسکی اندرون و بیرون اس کے بیرون قاب پر پانی کی طرح ہوتی نظر آتی ہے) اور چراغ زیتون کے شجرہ مبارک سے (یعنی زیتون کے روغن سے) روشن کیا گیا ہے (شجرہ مبارک زیتون سے مراد وہ مبارک شجرہ ہے کہ جو جوہر نہایت جامعیت و کمال لایع و اقسام کی برکتوں کا مجموعہ ہے جن کا فیض کسی جہت و مکان و زمان سے محض نہیں بلکہ تمام لوگوں کے لئے عام علی سبیل اللہ عام ہے اور ہمیشہ جاری ہے کہ نہی قطع نہیں ہوگا) اور شجرہ مبارک نہ شرقی ہے نہ غربی (یعنی طینت پاک محمدی میں نہ افراط نہ تفریط بلکہ نہایت توسط و اعتدال پر واقع ہے) اور اس حق تعالیٰ پر مخلوق ہے اور یہ جو فرمایا کہ اس شجرہ مبارک کے روغن سے چراغ وحی روشن کیا گیا ہے سورہ عن سورہ عن مقلطہ نورانی محمدی مع جمیع اخلاق فاضلہ نظر میں ہے جو اس عقل کامل کے جیشہ صافی سے پروردگار

اور وحی کا چراغ لطیف محمدی سے روشن ہوتا ان معنوں کر کے جو کہ ان لطایف قابلہ روحی کا فیضان ہوا اور ظہور وحی کا موجب وہی شجرہ اور اس میں یہی اشارہ ہے کہ فیضان وحی ان لطایف محمدیہ کے مطابق ہوا اور انہیں اعتدال کے مناسب حال ظہور میں آیا کہ جو طینت محمدی میں موجود تھی اسکی تفصیل یہ ہے کہ ہر ایک وحی ہی منزل علیہ کی فطرت کے موافق نازل ہوتی ہے جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مزاج میں جلال اور غضب تھا تو ریت ہی موسیٰ فطرت موافق ایک جلالی شریعت نازل ہوئی حضرت مسیح علیہ السلام کے مزاج میں علم اور نرمی تھی سو انجیل کی تعلیم ہی علم اور نرمی پر مشتمل ہے مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مزاج بغایت درجہ وضع استقامت پر واقع تھا ہر جگہ علم سند تھا اور نہ ہر مقام غضب مرفوع خاطر تھا بلکہ کمال طور پر رعایت محل اور موقع کی ملحوظ طبیعت تھی ہتی سو قرآن شریف ہی اسی طرز موزون و معتدل پر نازل ہوا کہ جامع شدت و رحمت ہست و شفقت و نرمی و درستی ہے سو اچھا لکھا ہے کہ ظاہر فرمایا کہ چراغ وحی ذقان اس شجرہ مبارک سے روشن کیا گیا ہے کہ نہ شرقی ہے نہ غربی یعنی طینت معتدلہ محمدیہ کے موافق نازل ہوا ہے جس میں مزاج موسوی کی طرح درستی نہ مزاج موسوی کی مانند نرمی بلکہ درستی اور نرمی اور قہر اور لطف کا جامع ہے اور منظر کمال اعتدال اور جامع بین الجلال والجمال ہے۔ اور اخلاق معتدلہ فاضلہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جو سمیت عقل لطیف و عن ظہور روحی وحی قرار پائی انکی نسبت ایک دوسرے مقام میں ہی اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خطاب کر کے فرمایا ہے اور وہ یہ ہے انکے اعلیٰ خلق عظیم (نمبر ۲۹) یعنی نورانی ایک خلق عظیم پر مخلوق و مظهر ہے یعنی اپنی ذات میں تمام مکام اخلاق کا ایسا متمم و مکمل ہے کہ اس پر زیادت تصور نہیں کیونکہ لفظ عظیمہ محاورہ عرب میں اس چیز کی صفت میں بولا جاتا ہے جو اپنا نوعی کمال پورا پورا حاصل ہو مثلاً جب کہیں کہ یہ درخت عظیم ہے تو اس کے پتے ہوتے ہیں کہ جب قدر طول و عرض درخت میں ہو سکتا ہے وہ سب اس میں موجود ہے اور بعضوں نے کہا کہ عظیم وہ چیز ہے جسکی عظمت اس حد تک پہنچ جائے کہ خط کو اس کے باہر نہ ہو۔ اور خلق کے لفظ سے قرآن شریف اور ایسا ہی دوسری کتب حکم میں صرف تادہ روی اور حسن اختلاط

یا نرمی و لطیف و ملائمت (جیسا عوام انسان خیال کرتے ہیں) مراد نہیں ہے بلکہ خلق بفتح خا اور خلق بضم خا و لفظ میں جو ایک دوسرے کے مقابل واقع ہیں خلق بفتح خا سے مراد وہ ظاہری صورت ہے جو انسان کو حضرت و اسباب الصور کی طرف ملاحظہ ہوئی جس صورت کیساتھ وہ دوسرے حیوانات کی صورتوں میں متمیز ہے۔ اور خلق بضم خا سے مراد صورت باطنی یعنی خواص اندونی میں جنکی رحمت حقیقت انسانیہ حقیقت حیوانیہ سے امتیاز کی رکھتا ہے پس جب قدر انسان میں من حیث الازانیت اندرون خواص پائے جاتے ہیں اور شجرہ انسانیہ کو بخیر و کرکل سکتے ہیں جو کہ انسان اور حیوان میں من حیث الباطن امیر الایثار میں ہی مسکام خلق ہے اور چونکہ شجرہ فطرت انسانی اصل میں توسط اور اعتدال پر واقع ہے اور ہر ایک اذات و تفریط سے جو قوی حیوانیہ میں پایا جاتا ہے منزہ ہر جسکی طرف اللہ تعالیٰ نے اشارہ فرمایا کہ لقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم (الحمد و نمبر ۳۰) اسلئے خلق کے لفظ سے جو کسی مذمت کی قید کے بغیر بولا جائے ہمیشہ اخلاق فاضلہ مراد ہوتے ہیں اور وہ اخلاق فاضلہ جو حقیقت انسانیہ ہے تمام وہ خواص اندونی ہیں جو نفس اطہر انسان میں پائے جاتے ہیں جیسے عقل و اسرار و سرعت فہم و معانی ذہن و حسن تحفظ و حسن تذکر و عفت و حیا و صبر قناعت و زہد و توح و بخیر و استقلال و عک و امانت و صدق و ہمت و شجاعت فی عمل و ایثار فی محلہ و کرم فی محلہ و مروءت فی محلہ و شجاعت فی محلہ و ملوہمت فی محلہ و علم فی محلہ و عمل فی محلہ و حمت فی محلہ و تواضع فی محلہ و ادب فی محلہ و شفقت فی محلہ و رافت فی محلہ و رحمت فی محلہ و خوف الہی و محبت الہی انس باللہ و انقطاع الی اللہ وغیرہ وغیرہ) اور تیل ایسا صاف اور لطیف کہ میں آگ ہی روشن ہونے پر آمادہ (یعنی عقل اور جمیع اخلاق فاضلہ اس فی معصوم کے ایسی کمال موزونیت و لطافت و نورانیت پر واقع کہ ابہام سے پہلے ہی خود بخود روشن ہونے پر مستعد ہے) نور عکس نور۔ نور فایض ہوا نور پر (یعنی جبکہ وجود مبارک حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم میں کسی نور جمع ہے سوان نوروں پر ایک اور نورانی جو وحی الہی ہے وار د ہو گیا اور اس نور کے وار د ہونے سے وجود باوجود خاتم الانبیاء کا جمیع الانوار بن گیا پس اس میں اشارہ فرمایا کہ نور وحی کے نازل ہونے کا ہی فاضلہ ہے کہ نور ہی وار د ہوتا ہے تاریکی پر وار د نہیں ہوتا کیونکہ فیضان کے لئے مناسبت شرط ہے اور تاریکی کو نور سے



کچھ نہ نسبت نہیں بلکہ نور کو نور سے نسبت ہو  
اور حکیم مطلق بغیر رعایت نسبت کوئی کام نہیں  
کرتا ایسا ہی فیضان نور میں ہی اسکا یہ قانون ہے  
کہ جس کے پاس کچھ نور ہے اسی کو اور نور ہی دیا  
دیا جاتا ہے اور جس کے پاس کچھ نہیں اس کو  
کچھ نہیں جاتا جو شخص کچھ نور کہتا ہے وہی  
آفتاب کا نور پاتا ہے اور جس کے پاس کچھ نور  
نور نہیں وہ آفتاب کے نور سے ہی بے بہرہ رہتا  
ہے اور جسکو فطرتی نور کم ملا ہو اسکو دوسرا فطرتی  
کم ہی ملتا ہے اور جسکو فطرتی نور ہی زیادہ ملتا ہے  
اسکو دوسرا نور ہی زیادہ ہی ملتا ہے اور انبیاء  
نبیہ سلسلہ متفاوتہ فطرت انسانی کے وہ افراد  
عالیہ میں جنکو اس کثرت اور کمال سے نور باطنی عطا  
ہوا ہے کہ گویا وہ نور مجسم ہو گئے ہیں اسی جہت سے  
قرآن شریف میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا  
نام نور اور سراج منیر کہا ہے عیسیٰ فرمایا ہے  
قَدْ جَاءَكُمْ مِنْ اللَّهِ نُورٌ وَكِتَابٌ مُبِينٌ  
(نمبر ۱۷) وَدَا عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ نَفِثَ  
الْشَّيْطَانُ فِيهِ ذَاتِ الْأُفْهَامِ (نمبر ۲۲) یہی حکمت ہے کہ نور وحی جس  
لئے نور فطرتی کا کمال اور عظیم الشان ہونا شرط  
ہے صرف انبیاء کرام اور انہیں سے مخصوص ہوا ہے  
اب اس محبت موحیہ سے کہ جو مثال مقدم اندر  
میں اللہ تعالیٰ نے بیان فرمائی بطلان ان  
لوگوں کے قول کا ظاہر ہے جنہوں نے باوصف  
اس کے کہ فطرتی تفاوت مراتب کے قائل ہیں  
پھر محض حق و جہالت کی راہ سے یہ خیال کر لیا  
ہے کہ جو نور افراد کمال الفطرت کو ملتا ہے  
وہی نور افراد ناقص کو بھی مل سکتا ہے ان کو دیا  
اور انصاف سے سوچنا چاہئے کہ فیضان وحی  
کے بارے میں کس قدر غلطی میں وہ مبتلا  
ہو رہے ہیں مزید دیکھتے ہیں کہ خدا کا قانون  
قدرت ان کے خیال باطل کی تصدیق نہیں کرتا  
پیر شدت مقصوب و غنا سے اسی خیال فاسد  
پر جسے بیٹھے ہیں ایسا ہی عیسائی لوگ بھی گور  
فیضان کے لئے فطرتی نور کا شرط ہونا نہیں تا  
اور کہتے ہیں کہ جس دیر نور وحی نازل ہوا اس کے  
اپنے کسی خاص اندرون میں نورانیت کی حالت  
ضروری نہیں بلکہ اگر کوئی بجائے عقل سلیم کے کمال  
درجہ کا نادان اور سفیہ ہوا اور بجائے صفت  
شجاعت کے کمال درجہ کا بزدل اور بجائے  
صفت سخاوت کے کمال درجہ کا بخل اور بجائے  
صفت حمیت کے کمال درجہ کا بے غیرت اور بجائے  
صفت محبت الہیہ کے کمال درجہ کا محبت دنیا اور  
بجائے زہد و ورع و امانت کے بڑا ہمارا چور  
اور داکو اور بجائے صفت صفت و جہاد کے

کمال درجہ کا بے شرم اور ثبوت پرست اور  
بجائے صفت قناعت کے کمال درجہ کا حرص اور  
لاچکی تو ایسا شخص ہی بقول حضرات عیسیا  
باوصف ایسی حالت خرابی خدا کا نبی اور  
مقرب ہو سکتا ہے بلکہ ایک سچ کو باہر نکال کر دوسرے  
تمام انبیاء جنگلی ثبوت کو بھی وہ مانتے ہیں اور  
انکی الہامی کتابوں کو بھی مقدس مقدس کر کے  
پکارتے ہیں وہ نعوذ باللہ بقول ان کی ایسے  
ہی تھے اور کمالہ قدسیہ سے جو مسئلہ قیامت  
و پاک دلی ہیں محروم تھے عیسائیوں کی عقل اور  
اور خدا شناسی پر ہی ہزار آفرین اچھا اور  
وحی کے نازل ہونیکا فلسفہ بیان کیا مگر ایسے  
فلسفہ کے تابع ہونے والے اند اس کو پسند  
کرنے والے وہی لوگ ہیں جو سخت غفلت اور  
کور باطنی کی حالت میں پڑے ہوئے ہیں درجہ  
نور کے فیض کے لئے نور کا ضروری ہونا ایسی  
بدیہی صداقت ہے کہ کوئی ضعیف العقل ہی اس  
انکار نہیں کر سکتا مگر ان کا کیا علاج - جسکو عقل سے  
کچھ بھی سیکھنا نہیں اور جو کہ روشنی سے فیض اور  
انہیں سے سیکھنا پڑتا ہے اور جگہ در جگہ رات  
میں انکی آنکھیں خوب کھلتی ہیں لیکن روز روشن پر  
وہ اندھے ہو جاتے ہیں خدا اپنے نور کی  
طرف (یعنی قرآن شریف کی طرف)  
جس کو چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے اور  
لوگوں کے لئے مثالیں بیان کرتا ہے  
اور وہ ہر ایک چیز کو بخوبی جانتا ہے  
یعنی ہر ایک امر و مخائب اللہ ہی کی کو ہوتی  
ہے جسکو عنایت ازل سے توفیق حاصل ہو دوسرے  
کو نہیں ہوتی اور خدا مسائل قیقہ و شالوں کے برابر  
میں بیان فرماتا ہے تا حقایق عمیقہ قریب باختم  
ہو جائیں مگر وہ اپنے علم قدیم سے خوب جانتا ہے  
کہ کون ان شالوں کو کبھے گا اور حق کو اختیار کرے گا  
اور کون محروم و محذول رہے گا پس اس مثال میں  
جس کا یہاں تک اعلیٰ قدر سے ترجمہ کیا گیا خدا تعالیٰ نے  
پیغمبر علیہ السلام کے دل کو شہیدہ مصطفیٰ سے تشبیہ دی  
جس کی کسی کو حق کہہ دیتے نہیں یہ نور قلب ہے  
پیرا حضرت کریم و ادراک و عقل سلیم اور جمیع  
افلاق فاضلہ جلی و افطرتی کو ایک لطیف تیل سے  
تشبیہ دی جس میں بہت سی جگہیں اور جو ذریعہ روشنی  
جوانم ہے یہ نور عقل ہے کہ کوئی منع و نشانہ  
جمیع لطائف اندرونی کا قوت عقلیہ ہے پیران  
تمام نوروں پر ایک نور اسمانی کا جو وحی ہے نازل  
ہونا بیان فرمایا یہ نور وحی ہے اور انوار مثالہ ہر  
لوگوں کی حیثیت کا موجب ہے یہی معانی انکو  
ہے جو وحی کے بارے میں قدس قدیم کی طرف سے

قانون قدیم ہے اور اسکی ذات پاک کے مناسب  
پس اس تمام تحقیقات ثابت ہو کر جب تک کہ  
قلب و عقل کسی انسان میں کمال درجہ پر پہنچے  
جائیں تب تک وہ نور وحی پر گز نہیں پاتا اور  
اس سے یہ ثابت ہو چکا ہے کہ ان عقل و کمال  
نورانیت طلب عرف بعض افراد بشر میں  
ہوتا ہے گل میں نہیں ہوتا اب ان دونوں میں  
کے ملائے یہ امر یہ ثابت ہو چکا ہے کہ  
وحی اور رسالت فقط بعض افراد کو ملتی ہے  
نہ ہر ایک فرد بشر کو

## وقائے عہد

ایک دن حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا  
سادہ دربار خلافت گرم تھا - اگلا برصاحب موجود  
تھے - اور مختلف معاملات پیش ہو رہے تھے  
ہو رہے تھے کہ ناگہان ایک خوش رو نوجوان کو  
دو اور خوبصورت نوجوان پکڑے ہوئے لائے  
اور فریاد کی کہ "یا امیر المؤمنین - اس ظالم سی  
ہمارا حق دلو ایسے - اس نے اس نے ہمارے  
پوتے باپ کو مار ڈالا" حضرت فاروق نے  
اُس نوجوان کی طرف دیکھ کر فرمایا "ان دونوں  
کا دعویٰ تو تو سن چکا اب بتا کر کیا جواب ہے  
اُس نے نہایت ہی فصاحت و بلاغت سے  
پورا و اتوا بیان کیا - جسکا خلاصہ یہ تھا کہ مان مجھ  
سے یہ جرم ہوا ہے اور میں نے ایک چھوٹے بچے کے  
مارا جس کی ضرب سے وہ مر گیا ہے - حضرت  
فاروق نے فرمایا "تو تجھے اعتراف ہے -  
لہذا اب قصاص کا عمل لازمی ہو گیا - اور اس کے  
عوض تجھے اپنی جان دینی ہوگی" نوجوان نے سر  
جھکا کر عرض کیا "مجھے امام کے حکم اور شریعت  
اسلام کے فتوے کے ماننے میں کوئی عذر نہیں  
لیکن ایک بات کی درخواست ہے" ارشاد ہوا  
"وہ کیا؟" عرض کیا "میرا ایک چھوٹا بچہ  
بہاٹی ہے - جس کے لئے والد مرحوم نے کچھ  
سونا چھوڑا تھا - اور میرے سپرد کیا تھا کہ بچہ  
ہو تو اُس کے حوالے کر دوں - میں نے اُس سے  
کو ایک جگہ زمین میں دفن کر دیا اور اسکا حال  
سو امیر سے کسی کو نہیں معلوم ہے - اگر وہ سونا  
او کو نہ پہنچا تو قیامت کے دن میں ذریعہ دار  
ہونگا اس لئے اتنا چاہتا ہوں کہ تین دن  
کے لئے ضمانت پر چھوڑ دیا جاؤں" جناب  
فاروق نے اس بارہ میں سر جھکا کر ذرا غور فرمایا  
اور پھر سر اٹھا کے ارشاد کیا "اچھا کون ضمانت  
کرتا ہے کہ تو تین دن کے بعد تکمیل قصاص کے

لئے چلا آئے گا" فاروق اعظم نے اس ارشاد  
فیض بنیاد پر اُس نوجوان نے چاروں طرف دیکھا -  
حاضرین مجلس کے چہروں پر ایک سرسری نظر ڈالی -  
اور پھر ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کی طرف اشارہ  
کرتے عرض کیا "وہ میری ضمانت کر لیں گے" -  
حضرت فاروق نے پوچھا "ابوذر تم ضمانت کرتے  
ہو؟" انہوں نے فرمایا "جیسے مشک میں عطر  
کرتا ہوں کہ یہ نوجوان تین دن میں اگر حاضر ہو جاتا  
یہ ایسے جلیل القدر صحابی کی ضمانت ہے کہ حضرت  
فاروق ہی راضی ہو گئے - اُن دونوں مدعی نوجوانوں  
نے ہی اپنی رضامندی ظاہر کی - اور وہ شخص  
چھوڑ دیا گیا -

اب قیصر دن ہوا - حضرت فاروق کا دربار  
بدستور قائم ہوا - تمام جلیل القدر صحابہ جمع  
ہوئے - وہ دونوں نوجوان مدعی بھی آئے حضرت  
ابوذر بھی تشریف لائے اور مجرم کا انتظار کیا جا  
لگا - اب وقت گزرتا جاتا ہے اور اس کا پتہ نہیں  
صحابہ میں ابوذر کی نسبت تشویش پیدا ہو چکی ہے  
دونوں مدعیوں نے بڑبڑایا "اے ابوذر ہمارا  
مجرم کہاں" انہوں نے کمال استقلال ثابت قدمی سے جواب  
"اگر تین دن گزر گئے اور وہ نہ آیا تو خدا کی قسم میں اپنی ضمانت  
پوری کروں گا" ضمانت فاروقی ہی جوش میں آئی - حضرت فاروق  
سنبھل بیٹھے اور فرمایا "اگر وہ نہ آیا تو ابوذر کی نسبت دہی کر دو  
کیا ایسی جگہ شریعت اسلامیہ متقاضی ہوگی" یہ سنتے ہی صحابہ  
ہول مچ گئے - بعضے آبدیدہ ہو گئے - اور بعض کی آنکھوں سے  
آنسو جاری ہو گئے - مجبور ہو کر لوگوں نے دونوں مدعیوں  
سے کہنا شروع کیا کہ تم خون بہا قبول کرو" انھوں نے طعنی  
انکار کیا کہ تم تو خون کے بدلے خون ہی چاہتے ہیں - عرض  
لوگ آپ پریشانی میں ہے کہ ناگہان مجرم نوجوان نمودار ہوا -  
مگر اس حالت سے کہ پسینہ میں ڈوبا ہوا اور سانس پھولی ہوئی  
تھی وہ کہتی ہی حضرت فاروق کے سامنے آیا خندہ چینی سے  
سلام کیا اور عرض کیا "میں نے اُس بچے کو کس کے مامون  
سپر کر دیا اور اُس کی جائداد انہیں بتادی - اب آپ چھوڑا  
دریول کا حکم ہو یا لاٹین" اب حضرت ابوذر نے فرمایا "امیر المؤمنین  
خدا کی قسم میں جانتا ہی نہیں کہ یہ کون ہے اور کہاں کا رہنے والا  
ہے - اور آج سے پہلے کبھی اسکی صورت دیکھی تھی - مگر اس کو  
چھوڑ کے اُس نے مجھے اپنا صنام بنالیا تو مجھے انکار کرنا ہوتا  
کے خلاف معلوم ہوا اور اس نے بشرے سے بغیر ظلم کیا کہ شخص  
اپنے عہد میں بچہ ہو گا اسے ضمانت کر لی اسکی آپ بچے سے  
حاضرین میں ایسا خبر ہوئی جوش پیدا ہو گیا تھا کہ دونوں مدعی نوجوانوں  
نے خوشی میں آکر عرض کیا "امیر المؤمنین ہم نے اپنے باپ کو خون  
مٹا کر اپنے بچے سے ایک نور مسرت بلند ہوا - اور حضرت فاروق کا  
چہرہ مبارک خوشی کے چمکنے لگا - اور فرمایا مدعی نوجوانوں تمہارے  
باپ کی خون پر مین بیت المال سے ادا کر دوں گا سو تم اپنی نیکی  
کے ساتھ فریاد ہی اٹھاؤ گے" انہوں نے عرض کیا - امیر المؤمنین ہم اس



خط اپنے ملازم لڑکے کے ماتھے پر لکھا دیا اور اس کو  
پڑھ کر کہہ دیا۔ پھر دوسرے دن لڑکا آیا تو خط  
و کتابت جاری ہو گئی کچھ چھپیان چوری ہو گئیں۔

پھر کو ٹھہری میں نے گئے۔ نقشہ لی میرا کو ٹھہری  
A میں نے گئے یہ کو ٹھہرا سکول کا نہیں تھا وہ  
بالکل خالی تھا اس کو ٹھہر میں ایک ہی دروازہ ہے  
جو بند تھا یہ درون مجھے اندر لے گئے محمد رمضان  
اور عبد الکریم میرے ساتھ داخل ہو گئے اور وہ  
یا ۷ آدمی اور اس کمرہ میں تھے۔ جہاں تک مجھے  
یاد ہے وہ پہلے سے ہی دکان تھے امن میں ایک  
کا نام جانتا ہوں وہ خدا بخش شیر فروش تھا باقی  
کا نام معلوم نہیں ہے اذکو پہچانتا ہوں۔ اس کے  
بعد عبد الکریم نے مارا پھر رمضان نے پھر  
اور دن نے مارا۔ دروازہ اندر سے بند تھا۔  
کوئی فٹ کے قریب کھلا تھا۔ عبد الکریم ہاتھ سے  
ٹکے اوٹھانچے بھی مارتا تھا۔ محمد رمضان اور  
سب نے مارا۔ ایک مٹی کا لٹا دکان پر اٹھا وہ  
بھی مارا۔ یہ معلوم نہیں کہ کس نے مارا۔ عبد الکریم  
نے ایک سنگا بائیں ہیلو پر مارا جس سے نقش آگیا  
اور میں گر پڑا۔ جب ہوٹل آیا تو دیکھا کہ عبد الکریم  
سریں بیٹھا ہے اور اس سے دبائے ہوئے تھا  
اور میرے ہاتھ پر لڑے ہوئے تھا۔ یہ نہیں  
کہہ سکتا کہ پاؤں کس نے دبائے ہوئے تھے۔  
میں بائیں ہیلو کی طرف پڑا تھا اور لوگ چاقو دکھا  
رہے تھے چاقو کھلے ہوئے تھے میرا جامہ  
کھولا گیا میں اس وقت بے اختیار سی سے چلا آیا  
میرے منہ میں عبد الکریم نے کپڑا اٹھولس دیا  
تین اشخاص نے خلاف وضع فطری فعل علیہ  
علیہ کیا۔ جب ایک شخص کر چکا تھا تو یہ بتایا  
جاتا تھا کہ اس نے کیا ہے اور اس کا عضو تناسل  
بھی دکھایا جاتا تھا کہ یہ بخش اور خدا بخش ڈبہ  
اور خدا بخش شیر فروش نے یہ فعل کیا تھا۔  
خدا بخش دلہ میرا بخش ڈبہ نے مجھے دکھلایا  
خلاف وضع فطری کرنے سے پہلے اس کے  
آلات تناسل پر سفید سفید داغ تھے پھر میرا  
جامہ باندھا اور اس کا کرٹھیا تو کسی نے باہر  
سے دروازہ کو دستک دی عبد الکریم ملزم  
مجھے باقی ملزمان کے سپرد کر کے باہر نکل گیا۔  
عبد الکریم ایک شخص سے باتیں کرتا تھا جسکی  
آواز میں شناخت کرتا ہوں وہ آواز محبوب علی  
کی تھی جب عبد الکریم اندر داخل ہوا تو میں نے دیکھا  
کہ محبوب عالم واپس تیار ہے جب عبد الکریم  
سے باتیں کرتا تھا تو محبوب عالم نے اسکو  
کہا کہ پہلے خط لے لو۔ عبد الکریم نے کہا کہ  
ہماری دختر کے جو خطوط ہیں وہ دیدہ و بینہ  
کہا کہ میرے مکان پر یکس ہے۔ اس میں خطوط  
ہیں۔ اگر چہ چوڑے دو ٹو مکان پر چکر لگوا سکے  
دیدہ و بینہ کا اس پر عبد الکریم نے شک کیا کہ کب

کے علاوہ اگر خطاب تو بناؤ کیونکہ تمہارے مکان پر جا کر تمہارے لڑکے توڑ دئے اور کس توڑا وہ خطا ہو گئے ہیں اور تمہارے مکان کا قفل توڑا ہے اور جو خطوط ہیں وہ دو۔ عبد الکریم ملازم تھے مٹی کے برتن میں میرے روبرو بیٹھا کہ اور میرے منہ میں چیر کر ڈالا اسکے بعد عبدالعزیز کوٹھڑی میں داخل ہوا اور گالی دی اور ٹھوکر مار کر کہا کہ تمہارے خطوط دو عبدالعزیز یہاں بیٹھا مجھ پر عالم ہے اور کہا کہ تم نے بہت برعلاقہ کی ہے۔ اب تم جان سے مارے جاؤ گے۔ ایک صورت سے تمہاری خلاصی ہو سکتی ہے اگر تم آج ہی لاہور چھوڑ دو اور چلے جاؤ۔ اور پھر عبدالعزیز نے کہا کہ اگر چلے جاؤ گے تو جان سے مارے جاؤ گے میں جواب دیا کہ میرے پاس روپیہ نہیں تو اس نے کہا کہ تم تمہارے استہام سے جاؤ گے پھر میں نے اجازت مانگی تو محمد رمضان خدا بخش گجہ ولد میران بخش کو اس نے میرے ساتھ مکان پر بھیجا محمد رمضان خدا بخش ملازمان برٹک پر پہرہ ہے تھے مکان کے اندر گیا تو پاٹھا مجھ کو بالکل خراب تھا وہ میں نے دھویا اور دیریدہ پاٹھا کے اوپر دوسرے پارچے پہن لئے مکان پر گیا تو قفل ٹوٹا ہے اور لڑکے کا قفل ٹوٹا ہے اور پارچے بکھرے ہوئے پڑے ہیں۔ مظہر اوپر تھا کہ خدا بخش اوپر آیا اور کہا کہ چلو مکان پر پارچے اسی حالت میں چھوڑ کر نیچے چلا آیا پھر لوٹاری دروازہ کے اٹھ پر آئے پھر اٹھ سے خدا بخش ڈوب ملازم علیہ رہہ گیا مظہر محمد رمضان ملازم دو تون ریوے سٹیشن پر گئے وہاں محمد رمضان نے ٹکٹ خریدا اور مجھے گاڑی پر بٹھلایا دیا پہلے خود گاڑی میں میرے ساتھ بیٹھ گیا اور بعد میں ریل چلنے سے پہلے اتر گیا۔ ٹکٹ والا نہ تھا ٹکٹ والا تھا۔ جسکو میں نے شناخت نہیں کیا ٹکٹ شاہجہان پور کے واسطے دیا تھا چار بجے تھام کی گاڑی روانہ ہو گئی۔ لاہور سے کوئی تیسرہ پارچہ ہمراہ نہیں لے گیا۔ یونہی گیا جب میں اپنے مکان رہائشی پر گیا تو یوسف علی طالب علم موجود تھا اس سے میری کوئی بات نہیں ہوئی۔ عبد القادر علی وہاں تھا جب محمد رمضان۔ خدا بخش ڈوب میرے ساتھ میرے مکان پر آئے یہ سب طالب علم میرے مکان پر تھے جگہ نام لکھا یا ہے اوہون نے دریافت کیا کہ لکھا ہے میں نے کوئی جواب نہ دیا۔

۱۷۔ جون ۱۸۸۷ کو شاہجہان پور میں بوقت صبح بھٹکر رہے مکان پر چلا گیا مکان پر صرف میری والدہ اور چھوٹا بیٹا ہی حضور احمد تھا۔ وہاں کسی سے میں نے نہ کہہ نہیں کیا کیونکہ شرم و اسکت تھی



اس کے دو تین یوم بعد پولیس نے مجھے جھٹایا۔  
 تہا نہ میں وہاں سے مجھے شفا خانہ میں بھیج دیا۔  
 پولیس کے کہنے پر میں اپنا ہاتھ اپنا بیان لکھا میرے  
 رشتہ دار عزیز میرے ساتھ تھے اور ان کے خوف  
 اور شرم سے چند دیا تین بائیں تحریر نہیں کیں ایک  
 یہ کہ محبوب عالم کی دفتر سے میری خط و کتابت ہو  
 اور دوسرے خلاف وضع فطری وہ بیان ہو (۱۱)  
 میرے پاس اور میری قلم کا لکھا ہوا ہے اور اس پر  
 میرا دستخط بھی ہے دو بائیں خط و کتابت اور  
 خلاف وضع فطری کی بابت میں شرم کے پیش  
 اور چند میرے رشتہ دار تھے ان کے لحاظ سے  
 نہیں لکھا یہ میرا بیان ۲۰۔ جون ۱۹۵۷ء کا ہے  
 جو میں نے سن لیا ہے اور میرے دستخط پر ہے  
 میرا ملاحظہ بھی کیا تھا اس نے میرا تمام بدن دیکھا  
 پولیس نے مجھ سے دریافت کیا کہ تم کو کسی نے مارا  
 پٹا اور خلاف وضع فطری کی ہے ان کے جواب  
 میں میں نے جواب دیا ۲۰۔ جون ۱۹۵۷ء  
 لکھا اس وقت میرے جسم میں پر کوئی نشان نہ تھا  
 پہلے جب خلاف وضع فطری کرنے لگے تو کچھ  
 وقت پیش آئی پر تن میں کڑا کڑا سہاں کیا گیا  
 انہوں نے میری معذرت لگا کر فحش ناچا کر دیا۔  
 ٹی اکڑی ملاحظہ کے بعد میں گھر چلا آیا اس کے بعد  
 ۲۲۔ جون ۱۹۵۷ء کو میرا بیان پڑھا گیا میرے روبرو  
 ہوا۔ ۲۰۔ جون ۱۹۵۷ء اور ۲۲۔ جون ۱۹۵۷ء  
 کے درمیان کوئی بظ لاہور سے مجھے نہیں ملا۔  
 نہ کوئی آدمی آیا ۲۲۔ جون ۱۹۵۷ء سا جنٹ  
 لاہور سے گیا۔ اور بیان لکھا میرے بڑے  
 بہائی نے لاہور سے میرے چہوٹے بہائی کے  
 نام تاروی جو ۲۰۔ جون ۱۹۵۷ء پہلے آئی ہے  
 نارمیں یہ الفاظ تھے کہ ظہور احمد شاہ جہاں پور پٹنجا  
 ہے یا نہیں۔ مجھ پرٹ کے روبرو مجھے حلف  
 دیا گیا تو میں ایمان سے سچ لکھا ہاتھ سواست  
 شرم نہ کی اور سچ سچ مجھ پرٹ کے روبرو لکھا  
 کہ چونکہ ایمان سے شرم زیادہ نہ تھی۔ سوال لاہ  
 گو بند رام صاحب وکیل ملزمان۔ کہا کہ یہ سچ ہے  
 کہ میں نے جو لکھا کہ محبوب عالم اڈیٹر ہے اور میں نہیں  
 تو میں ہوں ان کے برخلاف مضمون لکھا ہوں  
 اس واسطے محبوب عالم ناراض ہے۔ قریب ایک  
 سال سے میں مضمون پر خلاف محبوب عالم  
 انہیں کے اخبار میں لکھا کرتا تھا نہ معلوم وہ  
 کب سے ناراض ہیں مرزا جی جماعت کے برخلاف  
 اور مرزا صاحب تاجان کے برخلاف مضمون ہوتا  
 ہے میں ان کی جماعت کے کسی عہد سے  
 واقف نہیں ہوں خواجہ کمال الدین صاحب  
 وکیل احمدی کا نام سنایا ہے واقف نہیں ہوں۔

ان کا مکان پیسہ اخبار کے نزدیک ہے۔ اس  
 مقدمہ کی پیروی کے واسطے میں ان کے مکان  
 پر نہیں گیا۔ نہ مدکیواسطے گیا ہوں نہ صلاح چھی  
 ہے ۲۲۔ جون ۱۹۵۷ء سے پہلے جو میں نے بیان اب  
 لکھا ہے کسی کے پاس کچھ ظاہر نہیں کیا نہ زبانی نہ  
 تحریری ۲۲۔ جون ۱۹۵۷ء کے اخبار پنجاب کا چار  
 میں جو مضمون خلاف وضع فطری میری بابت  
 تحریر ہوئے میں نے کسی کو نہ کہا نہ لکھنے کو دیا مضمون  
 لاہور میں سال ۱۹۵۷ء کا گذر رہے مضمون اخبار  
 پنجاب سماچار لاہور ۲۲۔ جون ۱۹۵۷ء  
 کا سنایا ہے جو ڈی میں لکھا ہے۔ میرا اصل ملک  
 اخبار پنجاب سماچار اور اس کے ایڈیٹر ہندو کو  
 جانتا ہوں دو ہفتہ آج سے اوکو میں جانتا ہوں  
 اتفاق سے ان کے پریس کے پاس سے گذرنا تو  
 ملاقات ہو گئی اس نے کہا کہ تم پر ظلم ہوا ہے اور ہم  
 کو تم سے ایک نوع کی ہمدردی ہے وہ میرا نام  
 پہلے سے جانتا ہے مجھ کو وہ کسی وکیل کے پاس نہیں  
 لے گئے۔ نہ کوئی اور مدد دی مجھے معلوم نہیں  
 کہ مالک اخبار پنجاب سماچار لاہور اور مالک اخبار  
 پیسہ لاہور کی دوستی ہے یا نہیں سو اس سال سے  
 مجھے پیسہ اخبار روزانہ کے دیکھنے کا اتفاق ہوتا  
 ہے ہفتہ وار اخبار کے بہت کم پرچے پڑے ہیں  
 شاید ۲۲۔ جون ۱۹۵۷ء کو میں لاہور میں آیا اور تہا  
 میں ٹھہرا پر جہاں خانہ نشینی سید ممتاز علی صاحب  
 میں شام کو گیا۔ جہاں میرا بہائی واجد علی ملازم  
 میرا بہائی دکان کام کرتا اور رہتا ہے اور ممتاز علی  
 بھی دکان رہتا ہے ممتاز علی سٹیم پریس لکھتا ہے  
 نام اس کا رفاہ عام سٹیم پریس ہے ۱۵۔ ۱۶۔  
 یوم تک میں دکان رہا اس کے بعد کوئی خاص  
 جگہ پر نہیں رہتا کیونکہ خوف جان سے ہے خوف  
 کے سبب سے سید احمد شاہ صاحب کے مکان  
 پر کبھی کبھی رہتا ہوں ان کے اخبار کا نام گلزار ترقی  
 ہے۔ تین ہفتہ سے سید احمد شاہ صاحب سے  
 میری واقفی ہوئی راستہ میں جاتے ہوئے وہ مجھ  
 سے ملے تھے وہ جانتا ہے کہ میں وہ شخص ہوں جکا  
 تنازعہ پیسہ اخبار سے ہے میں ان کے پاس ایک  
 واسطے جاتا ہوں کہ وہ میرے پاس آیا تھا۔  
 میں نے سید احمد شاہ کو کمرہ کچھ میں آج نہیں  
 دیکھا کچھ ہی کے باہر جب آیا تو اوکو دیکھا اس  
 نے سلام کیا تھا۔ کرم بخش مالک جہاں خانہ ملازم  
 سٹیم پریس کو جانتا ہوں اور عبدالحق کو بھی جانتا  
 ہوں اس کو دو سال سے جانتا ہوں کرم بخش  
 کو سال سے جانتا ہوں۔ ایک سال دکان لکھا  
 تھا کہ میری طبیعت سخت عیس ہوئی بیمار ہو گیا  
 دکان رات کو رہا جس کو ۵۔ ۶۔ یوم ہوئے ہیں۔

وہ میرے واقف تھے ملاقات کے واسطے  
 گیا تھا کوئی خاص کام نہیں تھا۔ اوہوں نے  
 کوئی روپیہ نہیں دیا یا نہ کسی وکیل کے پاس گئے  
 مجھے خبر نہیں کہ انہوں نے میرے واسطے چندہ  
 کیا ہے یا نہیں کرم بخش کی بابت مجھے خبر نہیں  
 کہ پیسہ اخبار سے کیا سلوک ہے۔ لاہور میں  
 سے پیسہ اخبار کی دوستی ہے پیسہ اخبار روبرو  
 ۱۵۔ مئی ۱۹۵۷ء میں اصلاح انجمن حمایت اسلام  
 لاہور کے بابت تحریر ہے۔ یکم جون ۱۹۵۷ء میں  
 صفحہ ۱۰ کالم دو پر کارکنان انجمن حمایت اسلام  
 کی مخالفت پائی نہیں جانی کارکنان انجمن حمایت  
 اسلام اور پیسہ اخبار مخالفت کی مجھے خبر نہیں نہ  
 معلوم کرم بخش مالک سٹیم پریس لاہور کارکنان  
 اسلام ہے یا نہیں نہ معلوم کام چھپائی انجمن حمایت  
 اسلام کرم بخش عبدالحق کرتے ہیں یا نہیں میری  
 تحریر ۲۰۔ جون ۱۹۵۷ء میں یہ عبارت غلط ہے  
 اور مجھے کہنے لگے کہ چونکہ تم کو معزز اور شریف  
 سمجھتے ہیں (۱۶) اس مار پٹائی کی وجہ میں بالکل  
 نہیں سمجھتا۔ باقی سب صحیح اور درست ہیں اللہ  
 یہ بھی غلط ہے کہ ایک دو آدمی جن کو میں بالکل  
 نہیں پہچانتا میرے حواس درست نہیں تھے  
 اس واسطے تیسرا فقرہ بھی غلط لکھا گیا۔ شاہ جہاں  
 سے پولیس کے خرچے سے لاہور آیا دکان میرے  
 پاس رہا یہ نہیں تھا۔ یہاں لاہور رہا پیسہ میری  
 پاس تھا۔ پیسہ اخبار مورخہ ۱۶ مارچ ۱۹۵۷ء میں  
 مضمون میں کرم بخش کی مخالفت صفحہ ۱۰ اول میں  
 ہی جو کارکن مجلس منتظمہ انجمن میں جو خطوط میں  
 پولیس کو دیئے وہ میری میز کے پارچے کے نیچے  
 تھے۔ یہ خطوط وہ ہیں اور اجض میرے بہائی  
 واجد علی نے میرے آنے سے پہلے پولیس کو دیئے  
 جو اس کو میرے مکان سے ملے اور کچھ میں نے دیئے  
 جو خطوط میں نے پولیس کو دیئے وہ بھی بہائی سے  
 ملے کہ دیئے لاہور میں آیا تو میں نے کچھ اسباب اپنا  
 اپنے بہائی کے پاس دیکھا نہ معلوم وہ کب اور  
 کس طرح مل گیا اس نے کہا کہ میں تم کو کراہ کر کے  
 لے آیا ہوں۔ ہر روز میرا بہائی شام کو میرے  
 مکان پر آیا کرتا تھا سوال عدالت سے یہ خطوط  
 موجودہ عدالت مسماۃ فاطمہ کے میں نے میں نے  
 عدالت انصاف سے ۱۴۔ جون میں جو مسماۃ فاطمہ کی طرف سے  
 ہیں اور اس کے دستخط ہیں کیونکہ بعض دفعہ وہ میری  
 روبرو لکھا کرتی تھی اپنے گھر سے اور میں اس کو اپنے  
 گھر سے دیکھتا تھا۔ دوسری اخبار دن میں جو  
 مضمون مسماۃ فاطمہ کے میں دیکھتا تھا تو وہ اسی  
 قسم کے ہوتے تھے۔ میرے روبرو لکھ کر مجھے  
 خطرہ نہ لگتا تھی۔ گفتگو بھی میری اس سے

ہوئی تھی اور مسماۃ فاطمہ میرے مکان پر تین دفعہ  
 آئی تھی۔ سوال وکیل لاہور کو بند رام نے پھر کیا کہ جو  
 خط ۲۲ عدالت میں پیش ہوئے ہیں کسی پر مسماۃ  
 فاطمہ کے دستخط نہیں ہیں یہ خط مسماۃ فاطمہ کو  
 میں نے لکھے نہیں دیکھا مسماۃ فاطمہ جو مضمون دوسرے  
 اخبار دن میں لکھ کر روانہ کرتی اس نے میرے  
 روبرو نہیں لکھا وہ مضمون جو میں نے تہذیب  
 السنون کے مالک سید ممتاز علی اور پیسہ اخبار  
 کے اڈیٹر پاس دیکھے ہیں ممتاز علی کے کاتب  
 پاس وہ تحریریں مضمون دیکھا تھا ان مضمونوں  
 پر اس کے دستخط تھے عرصہ یا وہ نہیں کئی بار مضمون  
 اس کے دیکھے ہیں البتہ اڈیٹر بھون کے اخبار  
 پیسہ اخبار کے پاس بھی مضمون فاطمہ کا دستخط  
 دیکھا ہے ایک سال کے درمیان میں دیکھے ہیں۔  
 تہذیب السنون میں اور کئی جگہ تو نے مضمون چھپے  
 ہیں اس کا ایڈیٹر عورت ہے مسماۃ شریف بی بی  
 عورت کا نام ہے۔ ممتاز علی کی کوئی دفتر ہے  
 یا نہیں۔ یہ علم نہیں کہ ممتاز علی کی عورت خواندہ  
 ہے یا نہیں اور کتنی عورت کے مضمون ایڈیٹر  
 تہذیب السنون کے پاس نہیں دیکھے ان  
 بیان پر عدالت نے ظہور احمد سے دستخط کرائے  
 اور تاریخ مقدمہ ۸۔ اگست ۱۹۵۷ء مقدمہ  
 ہوئی ہے۔ (باقی آئندہ)

## درخواست نکاح

۱۔ شیخ محمد حسین صاحب ساکن ضلع ۳۳ سال  
 اپنی جماعت میں شادی کرنا چاہتے ہیں پہلی بڑی فوت  
 ہو چکی ہے اس سے عورت ایک یا چھ یا آٹھ سال  
 میں تجارت کرتے ہیں۔ ۱۔ چھ سو روپے مال ہیں۔  
 ۲۔ میان احمد دین زر کر ساکن پٹنجا چھری ویش  
 پہلی بڑی کے فوت ہو جانے کی وجہ سے دوسری شادی  
 کرنا چاہتے ہیں۔  
 ۳۔ جناب مولوی عبدالحق صاحب ساکن سید دارجل ایسے  
 انتقال کی خبر ان کے کسی گزشتہ اشاعت میں درج ہوئی  
 ہے اپنی جماعت میں شادی کرنے کے خواہشمند ہیں  
 مجھے ان کے متعلق کچھ زیادہ کھنکی حاجت نہیں مولوی صاحب  
 صاحب ایک شہر عالم اور احمدی مسد کے ایک سرگرم مخلص  
 مبلغ ہیں۔ جوان اور وجہ آدمی ہیں۔  
 ۴۔ منشی محمد سلیمان صاحب مدرس لکھ پور ضلع لودمانہ  
 ایک شریف الطبع مخلص نوجوان احمدی ہے۔ میں نے اسے  
 زمانہ طالب علمی کو واقف ہوں۔ عقول آفرین ہے۔  
**درخواست** ۱۔ میرا والدہ بزرگوار مرزا جیون جیگ  
 صاحب جلاپور جٹان ضلع گجرات میں تیرہ سالہ صاحبہ  
 سے بیاہیں۔ جن کو نصف دن بون زیادہ ہوتا جاتا ہے  
 سب احمدی احباب کی خدمت میں عرض ہے کہ میری والدہ بزرگوار